اسلامی شریعت کی خصوصیات

اور اس کے تہذیبی اقدار وروایات

(۶۰ خصوصیات)

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ماجد بن سلیمان الرسی

ترجمہ:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

الترجمة الأردية لكتاب: خصائص الشريعة الإسلامية وقيمها الحضارية (60 خصيصة)

لفضيلة الشيخ ماجد بن سليمان الرسي.

اسلامی شریعت کی خصوصیات[1]

إنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰه إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

(يَا أَيُّهَا الذين آمَنُواْ اتَّقُواْ اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مسْلِمُون).

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبا).

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيداً * يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيما).

حمد وثنا کے بعد!

سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، سب سے بدترین چیز (دین میں) ایجاد کردہ بدعتیں ہیں، (دین میں) ایجاد کردہ ہر نئی چیز بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

محترم قاری! اللہ تعالی نے ایک عظیم مقصد کے پیش نظر شریعتیں مقرر فرمائی، وہ یہ کہ لوگوں کو دین ودنیا کی بھلائی کی رہنمائی کی جائے، کیوں کہ انسانی عقل بذات خوت ایسے قوانین واحکام وضع نہیں کرسکتی جو لوگوں کو سیدھی راہ کی رہنمائی کرسکیں، بلکہ یہ اس اللہ کی خصوصیات میں سے ہے جو اپنی صفات میں کامل،

(1) میں نے اس مقالہ میں بنیادی طور پر شیخ عمر بن سلیمان الأشقر کی کتاب "مقاصد الشريعة الإسلامية" پر اعتماد کیا ہے، پھر اس میں اللہ کی توفیق اور آسانی سے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔

اپنے افعال واقوال اور تقدیر میں حکیم، اپنی مخلوق کی مصلحتوں سے باخبر اور ان پر مشفق ومہربان ہے، جبکہ انسان کا علم بہت ناقص ہے۔

دینی اعتبار سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ آسمانی شریعتیں اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں، اللہ تعالی نے ہر قوم میں ان کی زبان بولنے والا ایک رسول مبعوث فرمایا، تاکہ وہ انہیں ایسی شریعت پہنچائیں جو ان کے لئے موزوں اور مناسب ہو، اللہ نے انہیں بغیر کسی شریعت کے یوں ہی بے کار نہیں چھوڑا، فرمان باری تعالی ہے: (ولکل قوم **هاد**)

ترجمہ: اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے۔

نیز فرمایا: (لكل جعلنا منكم **شرعة** ومنهاجا).

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے۔

انسانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان نبیوں کی اطاعت کریں جنہیں اللہ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا، **فرمان الہی ہے:** (وما أرسلنا من رسول إلا **ليطاع** بإذن الله).

ترجمہ: ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

اللہ تعالی نے جو احکام و قوانین نازل فرمائے، ان میں سب سے عظیم توریت، انجیل اور قرآن ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل سے یہ عہد وپیمان لیا کہ وہ اپنی شریعتوں کی حفاظت کریں، لیکن وہ نہیں کرسکے، بلکہ ان میں تحریف کی اور انہیں ضائع کردیا، البتہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود اپنے اوپر لی، فرمان باری تعالی ہے: (إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له **لحافظون**)

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

بندوں پر یہ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس نے ان کے لیے ایک ایسی شریعت محفوظ رکھی جس کی روشنی میں وہ قیامت تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے۔

تمام شریعتیں ایک اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے باز رہنے کی دعوت دیتی ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے:
(وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه **لا إله إلا أنا فاعبدون**)

ترجمہ: تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

نیز اللہ کا فرمان ہے: (ولقد بعثنا في كل أمة رسولا أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت).

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

شریعتیں فرعی مسائل میں باہم مختلف ہیں، تاہم اصول ومبادی میں باہم متفق ہیں، اور وہ اصول یہ ہیں: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لانا۔

اللہ کی شریعتیں جن امور میں باہم متفق ہیں، ان میں یہ بھی ہے: دین، عزت وناموس، جان ومال اور عقل کی حفاظت۔

تمام آسمانی شریعتیں یا تو ضائع ہو گئیں یا ان میں تحریف وتبدیلی در آئی، جیسا کہ ہم دیکھتے اور جانتے ہیں، لیکن اللہ نے اپنے بندوں پر رحم کھاتے ہوئے اسلامی شریعت کی حفاظت فرمائی، کیوں کہ وہ سب سے آخری شریعت ہے، اس کے بعد کوئی شریعت نہیں آنے والی، اللہ نے اس شریعت کے دستور یعنی قرآن کریم کی حفاظت فرمائی، کیوں کہ اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آنے والی، اسی طرح اپنے نبی محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھا کیوں کہ آپ کے بعد کوئی قابل اقتدا نبی نہیں آنے والا۔

اس تمہید کے بعد، اس مقالہ میں اسلامی شریعت کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں، جن کی تعداد ساٹھ ہے، میں نے ان خصوصیات کو آٹھ قسموں میں تقسیم کیا ہے جو کہ یہ ہیں:

۱- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی تعلیمات سے ہے۔

۲- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق انسان کے مصالح اور نفوس کی اصلاح سے ہے۔

۳- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو اس کے متبعین نہیں ہیں۔

۴- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق شخصی حقوق سے ہے۔

۵- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق شریعت کی حفاظت وصیانت اور جمع وتدوین سے ہے۔

۶- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی قوت وسطوت اور عزت وشوکت سے ہے۔

۷- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق امن وسلامتی اور حفظان صحت سے ہے۔

۸- شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق غیر انسانوں سے ہے- فرشتے، جن اور چوپایے۔

ان خصوصیات کو تحریر کرنے کے پیچھے درج ذیل پانچ مقاصد کارفرما ہیں:

۱- مسلمان حضرات وخواتین کے اندر اپنے دین کے تئیں یقین واعتماد راسخ کرنا۔

۲- سیکولزم کا پردہ فاش کرنا، جس کی بنیاد دین کو زندگی کے تمام گوشوں سے الگ کرنے پر ہے، بشمول دین اسلام کے۔

۳-اسلامی تعلیمات کے حسن وجمال اور اس کی عظیم خصوصیات پر روشنی ڈال کر یہود ونصاری اور ملحدین کو دین اسلام کا قائل کرنا۔

۴-اللہ کے محفوظ کردہ دین اسلام کے درمیان اور دیگر تحریف شدہ ادیان اور خود ساختہ قوانین کے درمیان جو فرق ہے، اسے واضح کرنا۔

۵-دین اسلام کے تہذیبی اقدار وروایات پر روشنی ڈالنا۔

آخری بات یہ کہ اسلامی شریعت کی خصوصیات کو سمجھنے کے لیے یہ ایک مفید مقدمہ ہے، جو شخص اس مقدمہ کو سمجھ لے، اس کے لیے اللہ کی اس حکمت کو سمجھنا آسان ہو جائے گا جس کے پیش نظر اللہ نے شریعتیں نازل فرمائی۔ اللہ تعالی بیش بہا درود وسلام نازل فرمائے ہمارے نبی محمد اور آپ کے اہل وعیال پر۔

***

اسلامی شریعت کی خصوصیات

اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ، قرآن مجید کے ذریعہ کتابوں کا سلسلہ اور اسلامی شریعت کے ذریعہ شریعتوں کا سلسلہ ختم کیا، اللہ تعالی نے اسلامی شریعت کو بہت سی امتیازی خصوصیات سے متصف فرمایا، ذیل میں اللہ کی توفیق سے ان خصوصیات پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی تعلیمات سے ہے

۱-پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام ایک **الہی اور ربانی شریعت** ہے، جبکہ اس کے سوا جتنی بھی شریعتیں اور نظامہائے زندگی آج رائج ہیں، وہ ان اصلی اور غیر محرف شریعتوں کی تحریف شدہ شکلیں ہیں، جو توحید کی دعوت دیتی ہیں، چنانچہ نصاری کے دین میں تحریف در آئی جس کی وجہ سے وہ مسیح کو اپنا معبود سمجھنے لگے اور صلیب کی پرستش کرنے لگے، یہودی بعض نبوتوں کا انکار کرنے لگے اور عزیز کی عبادت کرنے لگے، یہ تمام شریعتیں انسان کی وضع کردہ ہیں جن کی اندر بت پرستی پائی جاتی ہے۔

رہی بات ہندو مت اور بودھ مت کی تو ان کے پیروکار پتھروں کی پرستش کرتے ہیں، رافضی قبروں کو پوجتے ہیں، ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، گرچہ وہ خود کو مسلمان کہتے پھرتے ہیں، البتہ اعتبار، حقائق کا ہوتا ہے، ناموں کا نہیں۔

۲-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس کے احکام ربانی حکمتوں پر مبنی ہیں**، خواہ ان احکام کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، یا حدود وقصاص سے، اور خواہ ہم ان حکمتوں سے آشنا ہوں یا نہ ہوں، وہ اپنے افعال اور اقوال میں حکیم ودانا ہے، اور شریعت اور تقدیر میں حکیم وباخبر ہے۔[1]

([1]) فائدہ کے لئے دیکھیں: ابن القیم کی کتاب "أسرار الشریعۃ من إعلام الموقعین"، جمع وترتیب: مساعد بن عبد اللہ السلمان، ناشر: دار المسیر-ریاض، اور "مقاصد الشریعۃ عند العلامۃ عبد الرحمن بن ناصر السعدی" تالیف: ڈاکٹر جمیل یوسف زریوا، ناشر: دار التوحید-ریاض۔

یہاں یہ ذکر کرنا دلچسپی کا باعث ہو گا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ۹۱ مقامات پر اپنی ذات کو حکیم سے متصف کیا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کی خوبیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

شریعت کی بنیاد حکمتوں پر اور دنیا و آخرت میں بندوں کے مصالح پر ہے، پوری کی پوری شریعت عدل وانصاف، رحمت، مصالح اور حکمت سے عبارت ہے، چنانچہ ہر وہ مسئلہ جو عدل سے ظلم کی طرف، رحمت سے زحمت کی طرف، مصلحت سے فساد کی طرف اور حکمت سے بیہودگی کی طرف نکل جائے وہ شریعت کا حصہ نہیں، کیوں کہ شریعت اللہ کے بندوں کے درمیان میزان عدل، اس کی مخلوقات کے درمیان باعث رحمت، اس کی زمین پر اس کا سایہ اور ایسی حکمت ہے جو اس (کے وجود) کی اور اس کے رسول کی صداقت کی سب سے کامل اور روشن دلیل ہے، شریعت اللہ کا ایسا نور ہے جس سے اصحاب بصارت کو روشنی حاصل ہوئی، یہ اللہ کی ایسی ہدایت ہے جس کے ذریعہ ہدایت یافتگان نے ہدایت حاصل کیا، اس کی ایسی کامل شفا ہے جس سے ہر بیمار کی بیماری دور ہو سکتی ہے، اس کی ایسی راہ مستقیم ہے کہ جو اس پر ثابت قدم رہا وہ سیدھی راہ پر ثابت قدم رہا، شریعت آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کی زندگی اور ارواح کی لذت ہے، اسی سے زندگی، غذا و دوا، نور و شفا اور حفاظت وصیانت حاصل ہوتی ہے، جو بھی خیر و بھلائی موجود ہے وہ اسی شریعت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے، اور جو بھی کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے اس کی وجہ شریعت کی ناقدری اور اس سے بے توجہی ہے، اگر شریعت کے آثار باقی نہ رہتے تو دنیا ختم ہو جاتی اور کائنات کا بساط لپیٹ لیا جاتا، شریعت ہی لوگوں کی حفاظت کا ذریعہ اور کائنات کے قیام کا باعث ہے، اسی کے ذریعہ اللہ تعالی نے آسمان وزمین کو قائم رکھا ہے، جب اللہ تعالی دنیا کو تہ وبالا اور کائنات کا خاتمہ کرنا چاہے گا تو شریعت کے باقی ماندہ آثار و نقوش کو اپنی

طرف اٹھالے گا، **معلوم ہوا کہ جس شریعت کے ساتھ اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا وہ کائنات کا ستون اور دنیاوآخرت کی سعادت وبہبودی کاراز ہے**[1]۔

۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ غلطی سے پاک ہے،** فرمان باری تعالی ہے: (لا يأتيه **الباطل** من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد)

ترجمہ: جس کے پاس باطل بھٹک بھی نہیں سکتا، نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔

نیز اللہ تعالی فرماتا ہے: (وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا)

ترجمہ: آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔

چنانچہ قرآن اپنی خبروں میں سچا اور اپنے احکامات میں منصف ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: (...سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے)[2]۔

۴-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ تحریف اور تبدیلی سے محفوظ ہے،** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں بدعتیں ایجاد کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: (نئی نئی بدعات واختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)[3] ۔ائمہ اسلام نے ہر دور میں کتب احادیث کو ضعیف اور موضوع روایتوں سے پاک کرنے کے لئے بیش بہا خدمات انجام دئے ہیں۔

---

[1] "إعلام الموقعين" (۴/ ۳۳۷-۳۳۸) تحقیق: مشہور بن سلمان، ناشر: دار ابن الجوزی - دمام، معمولی اختصار کے ساتھ

[2] اسے مسلم (۸٦۷) نے روایت کیا ہے۔

[3] اسے مسلم (۸٦۷) نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی **تعلیمات روز روشن کی طرح واضح**، غموض وباریکی، اسرار ورموز اور بھول بھلیوں سے پاک ہیں، جبکہ انسانی تعلیمات میں لازمی طور پر یہ کمی موجود ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ شرعی تعلیمات کو چھوٹا بڑا، طالب علم اور دیہاتی بھی سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیس سے زائد مقامات پر اپنی کتاب کی یہ خوبی بتائی ہے کہ وہ واضح اور روشن ہے، اسی طرح دس سے زائد مقامات پر اپنے نبی کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ واضح کرنے والے (رسول) ہیں، تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں اس بات پر کہ اس کا دین نہایت واضح اور لوگوں کے لیے اس کا سیکھنا بہت آسان ہے۔

۶-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت اس کی **تعلیمات کی عمدگی اور حسن ہے**، چنانچہ وہ ہر اس عمل کی دعوت دیتی ہے جس کا حسن وجمال عقل صحیح اور فطرت سلیمہ سے معلوم ہوتا ہے اور ہر کام سے منع کرتی ہے جس کی قباحت عقل صحیح اور فطرت سلیمہ سے معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: (ومن **أحسن** من الله **حكما** لقوم يوقنون)

ترجمہ: یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالی سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: (إن الله يأمر بالعدل **والإحسان** وإيتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون)

ترجمہ: اللہ تعالی عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

شیخ عبد الرحمن بن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریعت کی تعلیمات، **اچھے اعمال، حسن اخلاق اور بندوں کے مصالح (کا خیال رکھنے) کا حکم دیتی ہیں**، عدل وانصاف، احسان، رحم دلی اور خیر وبھلائی پر ابھارتی ہیں، ظلم وتعدی اور بد اخلاقی سے منع کرتی ہیں، چنانچہ کمال کی ہر وہ خوبی جسے انبیاء ورسل نے درست قرار دیا، اسے اسلامی شریعت نے بھی درست قرار دیا اور ہر وہ دینی ودنیوی مصلحت جس کی سابقہ شریعتوں نے

دعوت دی، اسلامی شریعت نے بھی اس پر آمادہ کیا، اور ہر برائی اور فساد انگیزی سے روکا اور اس سے دور رہنے کی تلقین کی[1]۔

۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک **سیدھا اور سچا دین** ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: (اللہ کو سب سے زیادہ وہ دین پسند ہے جو **سیدھا اور سچا ہو**)[2]۔ خرید وفروخت میں اسلام نے سچائی اور راست بازی کا حکم دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: (اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے)[3]۔ یعنی وہ اپنے قرضوں کا تقاضا کرتے وقت فقیر ومحتاج پر سختی نہیں کرتا، بلکہ نرمی اور لطافت کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے، اور تنگ دست کو مہلت دیتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: (وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون).

ترجمہ: اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم میں علم ہو۔

اسلام کی نرمی ہی ہے کہ اس نے برائی کا بدلہ اچھائی سے دینے کی ترغیب دی، فرمان باری تعالی ہے: (ادفع بالتي هي أحسن)

ترجمہ: برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو۔

اسی طرح اسلام نے غصہ پی جانے اور ظالم کو در گزرنے کا بھی حکم دیا ہے: (والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس).

---

(1) معمولی تصرف کے ساتھ (الدرۃ المختصرۃ فی محاسن الدین الإسلامی) سے ماخوذ، ص ۱۵، ناشر: دار العاصمہ- ریاض

(2) اسے بخاری نے کتاب الإیمان، باب: الدین یسر میں تعلیقا روایت کیا ہے، احمد نے اپنی مسند (۵/۲۶۶) میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: (میں سیدھے اور سچے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں)۔

(3) اسے بخاری (۲۰۷۶) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ترجمہ: غصہ پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں۔

اسلام کی نرمی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے مومنوں کے ساتھ عاجزی اور فروتنی اختیار کرنے پر ابھارا، اللہ تعالی فرماتا ہے: (**واخفض جناحك** لمن اتبعك من المؤمنين)

ترجمہ: اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آ، جو بھی ایمان لانے والا ہو کر تیری تابعداری کرے۔

اللہ تعالی نے مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: (**أذلة** على المؤمنين).

ترجمہ: وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر۔

۸-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ کامل اور زندگی کے تمام معاملات کو شامل ہے ، خواہ عقیدہ کا معاملہ ہو یا عبادات کا، معاملات کی بات ہو یا سیاست کی، قضاء اور فیصلہ کا معاملہ ہو یا اخلاق وبرتاؤ کا (سب کو محیط ہے)۔**

- چنانچہ **عقائد** کے باب میں عقائد کے اصول ومبادی پر روشنی ڈالتی ہے، جو کہ یہ ہیں: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لانا۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے تقاضوں کو بھی بیان کرتی ہے، ان میں اہم ترین تقاضہ آپ کی تصدیق اور اتباع کرنا ہے۔

- **عبادات** کے باب میں اسلامی تعلیمات، دل اور اعضاء وجوراح کی عبادتوں کی باریک ترین تفصیلات کو محیط ہیں۔

دل کی عبادتوں سے مراد: صبر و شکیبائی، خوف وخشیت، امید ورجا، توکل، توبہ وانابت اور محبت وغیرہ ہیں۔

جبکہ اعضاء وجوارح کی عبادتوں میں: طہارت وپاکیزگی، نماز، زکاۃ، روزہ، حج، ذکر واذکار، جہاد اور دعوت شامل ہیں۔

- **معاملات** کے باب میں اسلامی تعلیمات، معاملات کی دقیق ترین تفصیلات کو شامل ہیں، مثلا: خرید وفروخت کرنا، اجرت پر (کوئی سامان) دینا، کسی کو اپنا وکیل اور نائب مقرر کرنا، قرض کی توثیق کرنا، نکاح وطلاق اور زراعت وغیرہ کے احکام۔
- **سیاست** کے باب میں اسلامی تعلیمات، حاکم ومحکوم کے آپسی تعلقات کی تفصیلات کو محیط ہیں، جیسے بیعت، سمع وطاعت، نصیحت، دعا، اتحاد اور آپسی اخوت وہمدردی، اسی طرح صلح وجنگ کی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کی تفصیلات بھی اسلام میں موجود ہیں، اسلام، حاکم کو عدل وانصاف پر قائم رہنے، کلمہ الہی کی رفعت کے لیے جہاد کرنے، اسلامی ممالک کا دفاع کرنے اور پانچ بنیادی ضروریات کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے، ان سے مراد: دین، عقل، جان ومال اور عزت وناموس ہیں۔
- **قضاء اور فیصلہ** کے باب میں اسلامی تعلیمات، سزا کے احکام، حدود وقصاص، دیت اور تعزیرات کو شامل ہیں، تاکہ حقوق کی حفاظت ہو سکے، امن وامان بحال رہے اور فساد انگیزوں کو فساد انگیزی سے روکا جاسکے۔
- **اخلاق وبرتاؤ** کے باب میں اسلامی تعلیمات، خاندانی، ازدواجی، سماجی اور تربیتی تعلقات کی باریک ترین تفصیلات پر روشنی ڈالتی ہیں، اور حسن اخلاق سے مزین ہونے کی ترغیب دیتی ہیں، جن میں والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی، زبان کی پاکیزگی، نگاہ کی پستی، شرمگاہوں کی حفاظت، حجاب کی پاسداری اور حیا کا التزام سرفہرست ہیں، نیز اسلامی شریعت، سطحی اخلاق اور مذموم اوصاف سے منع کرتی ہے، اخوت واتحاد پر ابھارتی، اختلاف اور گروہ بندی سے روکتی ہے اور لوگوں کو ایک امت بن کر رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

اسی شمولیت کی وجہ سے دین اسلام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے، اللہ تعالی نے سچ فرمایا:(اليوم **أكملت** لكم دينكم **وأتممت** عليكم نعمتي **ورضيت** لكم الإسلام دينا).

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

اور رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:(ہر وہ چیز جو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرتی ہے، اسے تمہارے سامنے واضح کر دیا گیا)[1] ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ بھی اپنے پر مارتا ہے تو ہمارے پاس اس کا علم ہوتا ہے[2]۔

۹-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ عالمی مذہب ہے**، جو تمام لوگوں کے لئے مناسب اور ہر قسم کے انسانوں کے لئے موزوں ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:(قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم **جميعا**)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہوں۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(... نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے)[3] ۔

---

(1) اسے طبرانی نے "المعجم الکبیر"(۷/۱۶۴۷) میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، البانی نے "السلسلۃ الصحیحۃ"(۱۸۰۳) میں کہا: اس کی سند صحیح اور اس کے تمام رجال ثقات ہیں۔

(2) اسے ابن حبان نے اپنی "صحیح"(۱/۲۶۷) میں اور طبرانی نے "المعجم الکبیر"(۷/۱۶۴۷) میں روایت کیا ہے اور البانی نے "الصحیحۃ"(۱۱۸) میں اور شعیب الأرناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے، رحمہما اللہ۔

(3) اسے بخاری(۳۳۵) اور مسلم(۵۲۱) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۱۰-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ ہر زمان ومکان کے لئے موزوں ہے**، چنانچہ اس کی ایک بھی تعلیم انسان کی تہذیبی ترقی سے متصادم نہیں ہے، آٹھ صدیوں تک پوری دنیا پر اسلامی تہذیب کا تسلط تھا، جبکہ بعد کی تہذیبوں کی ابھی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی، سچ فرمایا اللہ تعالی نے: (ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير).

ترجمہ: کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا، پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔

۱۱-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ انسانی فطرت کے موافق ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی اور وہ روح وجسم دونوں کی ضروریات پوری کرتی ہے**، اللہ تعای کا فرمان ہے:

﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لاَ تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ ﴾ [الروم:30]

ترجمہ: آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالی کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ اسلامی شریعت کی تعلیمات میں روحانی اور دنیاوی زندگی کے درمیان کوئی تصادم نہیں پایا جاتا، کیوں کہ شریعت مختلف قسم کی قلبی، جسمانی اور روحانی عبادتوں کے ذریعہ روح کو پاک وصاف کرنے کی دعوت دیتی ہے، جیسے توکل، خوف، امید ورجا، نماز، روزہ، حج، ذکر الہی، خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا اور ان جیسی دیگر عبادتیں جو ایمان کی شاخوں میں داخل ہیں اور جن کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ برخلاف انسان کے وضع کردہ طرز ہائے زندگی کے، جیسے مادہ پرست سیکولزم جو روحانی ضرورت کو یکسر فراموش کرتی اور انسان کو محض مادہ پرست مخلوق بن کر رہنے کی دعوت دیتی ہے، جو صرف اپنی مادی ضرورت کے بارے میں ہی سوچے، خواہ اس کی خاطر

اسے اپنے والدین اور خاندان سے ہی کیوں نہ ہاتھ دھونا پڑے، یہی وجہ ہے کہ سیکولزم کے ماننے والوں کے درمیان خاندانی نظام درہم برہم ہو گیا اور مرد وعورت کا باہمی رشتہ صرف دوستی تک محدود ہو کر رہ گیا۔

مادہ پرست سیکولزم کے برخلاف رہبانیت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جسمانی ضرورت سے پہلو تہی کرتی ہے، بنابریں وہ اپنے ماننے والوں کو شادی بیاہ سے دور رہنے کی دعوت دیتی ہے، اور اللہ کی حلال کردہ بعض پاک چیزوں کو بھی حرام ٹھہراتی ہے، جیساکہ کنیسوں کے راہبوں کے یہاں اس پر عمل ہے۔

جہاں تک اسلام کی بات ہے تو وہ انسان کی روحانی اور جسمانی ضرورتوں کا اعتراف کرتا اور ان کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی دعوت دیتا ہے، چنانچہ وہ مادہ پرستی میں منہمک ہونے، رہبانیت اور تشدد اختیار کرنے سے منع کرتا ہے اور روئے زمیں پر تگ ودو کرنے اور اس کی آبادکاری میں حصہ لینے کا حکم دیتاہے، اسی طرح بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کا بھی حکم دیتاہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اپنے آپ کو عبادت میں منہمک رہنا چاہتے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا: **(تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے)**[1] ۔جب بعض صحابہ نے کہا: وہ گوشت نہیں کھاتے، بعض نے کہا: میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں روزہ رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ چوتھے نے کہا: میں راتوں کو قیام کروں گا اور آرام نہیں کروگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سے فرمایا: **(میں گوشت بھی کھاتا ہو، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے رغبت ہٹالی وہ مجھ سے نہیں)**[2] ۔

([1])اسے احمد (٦ / ٢٦٨) وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور "المسند" (٢٦٣٠٨) کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔اس حدیث کی اصل صحیحین میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مروی ہے۔

([2])اسے بخاری (٥٠٦٣) اور اسی طرح مسلم (١٤٠١) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۲-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ افراط وتفریط کے درمیان ایک معتدل مذہب ہے**، **اللہ تعالی کا فرمان ہے:** (وكذلك جعلناكم أمة **وسطا** لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا)

ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں۔

چنانچہ اسلام کی تعلیمات عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق وسلوک کے باب میں معتدل اور متوسط ہیں۔ وہ غلو اور شدت پسندی، اسی طرح تفریط اور کوتاہ عملی سے روکتی ہیں اور اس معتدل راہ پر چلنے کا حکم دیتی ہیں جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا۔

۱۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عقل صحیح سے ہم آہنگ ہے، یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں، (کیوں کہ اسلام کی بنیاد صحیح ونفع بخش عقائد، روح اور عقل کو جلا دینے والے اخلاق کریمہ، حالات کو سدھارنے والے اعمال، اصول وفروع میں دلائل کی پاسداری کرنے، بت پرستیوں سے باز رہنے، مخلوق خواہ حضرات ہو یا خواتین، ان سے بے تعلق رہنے، دین کو اللہ رب العالمین کے لیے خالص کرنے اور ان خرافات وبے بنیاد باتوں سے دامن کش رہنے پر ہے جو حس اور عقل کی منافی اور فکر کو حیران کرنے والی ہیں، دین اسلام کی بنیاد مطلق صالحیت، ہر قسم کی برائی اور شر کو دور کرنے، عدل وانصاف کو قائم کرنے، اور ہر ممکن طریقے سے ظلم کو دور کرنے اور کمال کی مختلف قسموں تک پہنچنے کی رغبت دلانے پر ہے)[1]۔

(اللہ اور اس کے رسول کی باتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جو حس، حقیقت حال اور عقل سلیم کی منافی ہو، اور نہ ہی اللہ ورسول کے احکام وفرامین میں کوئی ایسی چیز ہے جو حکمت اور بندوں کی مصلحت

---

[1] یہ ابن سعدی رحمہ اللہ کا قول ہے جو انہوں نے (الدرة المختصرة في محاسن الدين الإسلامي) ص ۴۴-۴۵ میں ذکر کیا ہے، معمولی تصرف کے ساتھ، ناشر: دار العاصمة-ریاض

ومفاد کی منافی ہو، بلکہ یہی احکام وفرامین اپنے پیروکاروں کو کمال کے بلند ترین درجات تک پہنچاتے ہیں اور نقص اور نقصان کا سامنا اس صورت میں کرنا پڑتا ہے کہ جب ان کی یا ان میں سے بعض کی بجاآوری میں کمی کوتاہی کی جاتی ہے)[1]۔

۱۴-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ احسان پر ابھارتی ہے**، چنانچہ اللہ تعالی نے اسلام کے ہر ایک حکم میں احسان کو واجب قرار دیا ہے، یہاں تک ذبح میں بھی، یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرتے ہوئے احسان کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان (اچھا سلوک کرنا) فرض کیا ہے، لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو[2] اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور جب تم ذبح کرو تو اپنی چھری کو تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو (ذبح کرتے وقت) آرام پہنچاؤ)[3]۔

شریعت اسلامیہ میں احسان کی مثال یہ بھی ہے کہ اس نے جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے پر ابھارا ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ ایک عورت قیامت کے دن جہنم میں صرف اس لئے جائے گی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا، نہ تو اسے کھانا کھلایا اور نہ ہی اسے آزاد چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنا پیٹ بھر سکے[4]۔

---

(1) یہ ابن سعدی رحمہ اللہ کا قول ہے جو انہوں نے (الدلائل القرآنية في أن العلوم والأعمال النافعة العصرية داخلة في الدين الإسلامي) میں ذکر کیا ہے، معمولی تصرف کے ساتھ۔

(2) یعنی شرعی طور پر جو قتل کا مستحق ہو، اسے قتل کرو، جیسے قاتل اور باغی وغیرہ، اور یہ کام حاکم وقت (ولی امر) کی جانب سے انجام دیا جائے۔

(3) اسے مسلم (۱۹۵۵) نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(4) اسے بخاری (۷۴۵) اور مسلم (۲۲۴۲) نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مخلوق کے تئیں احسان کا سب سے بلند درجہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے ، شریعت نے قرآن کریم میں چھ مقامات پر اس کا حکم دیاہے اور اس کے بر خلاف (والدین کی نافرمانی سے) منع کیاہے، مثال کے طور پر اللہ تعالی کا یہ فرمان ملاحظہ کریں:(وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا).

ترجمہ: اور تیرا پرودگار صاف صاف حکم دے چکاہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔

اللہ نے عام لوگوں کے ساتھ بھی گفتگو میں نرم لہجہ اختیار کرنے کا حکم دیا، فرمان باری تعالی ہے: (وقولوا للناس حُسنا وأقيموا الصلاة).

ترجمہ:لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا۔

بلکہ اسلام نے اس قیدی کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیاہے جو مسلمانوں سے بر سر جنگ تھا لیکن ان کے ہاتھوں قید ہوگیا، اللہ تعالی کا فرمان ہے: (ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما وأسيرا).

ترجمہ: اور اللہ تعالی کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔

۱۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ خیر و بھلائی اور اصلاح کا حکم دیتی اور شر اور فساد انگیزی سے منع کرتی ہے**، اللہ تعالی فرماتا ہے: (وَ**تَعَاوَنُوا** عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى **وَلَا تَعَاوَنُوا** عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ)

ترجمہ: نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(نہ نقصان پہنچانا ہے اور نہ نقصان اٹھانا ہے)[1] ۔ نیز فرمایا:(تم میں سے کوئی جب بری بات دیکھے تو چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعہ دور کر دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے دل کے ذریعہ دور کر دے، یہ ایمان کا سب سے کمتر درجہ ہے)[2] ۔

۱۶-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ ہر پاکیزہ چیز کو حلال اور ہر گندی اور خبیث چیز کو حرام قرار دیتی ہے**، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: (ويُحِل لهم الطيبات ويُحرم عليهم الخبائث).

ترجمہ: پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔

۱۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ آسانی پیدا کرتی اور مشقت کو دور کرتی ہے**، **اللہ تعالی کا فرمان ہے**:(يريد الله بكم **اليسر** ولا يريد بكم العسر)

ترجمہ: اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔

نیز اللہ تعالی فرماتا ہے: (فاتقوا الله ما **استطعتم**)

ترجمہ: جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

نیز فرمایا:(لا يكلف الله نفسها إلا وسعها)

ترجمہ: اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

---

(1) اسے احمد (۱/ ۳۱۳) وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور "المسند" کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے، حدیث نمبر (۲۸۶۵)۔

(2) اسے مسلم (۴۹) نے روایت کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:(...جب میں تمہیں کسی چیز کی بجا آوری کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ)[1]۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: "تم لوگ آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، تمہیں سختی کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا"[(2)]۔

اللہ کی جانب سے ملنے والی اس آسانی اور عدم مشقت سے اللہ کی صفت رحمت کا اشارہ ملتا ہے جس سے اللہ نے قرآن مجید کی بہت سے آیتوں میں اپنی ذات کو متصف فرمایا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾[النساء:29]

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی تم پر نہایت مہربان ہے۔

اسلامی شریعت میں آسانی اور عدم مشقت کی ایک مثال یہ ہے کہ حدث اصغر اور اکبر کو دور کرنے کے لیے پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کو مشروع قرار دیا گیا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُواْ وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مَّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَكِن يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾[المائدة:6]

ترجمہ: اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر ملو، اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں

---

[1] اسے بخاری(۷۲۸۸)اور مسلم(۱۳۳۷)نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[(2)] اس حدیث کو بخاری(۲۲۰)نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

شریعت اسلامیہ میں آسانی اور عدم مشقت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ نیند کی حالت میں انسان سے سے نماز جیسی واجبات میں اگر کوتاہی ہو جائے تو اس کا مؤاخذہ نہیں ہو گا، بشرطیکہ وہ بالقصد ایسا نہیں کرے، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے: "تین طرح کے آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے، بچے سے حتی کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے حتی کہ عقلمند ہو جائے"[1]۔

نماز میں آسانی کی ایک مثال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر ادا کرو ، اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو)[2]۔

اسلامی شریعت میں آسانی کی ایک مثال یہ ہے کہ مسافر کے لیے نماز کو قصر کرنا اور جمع بین الصلاتین کرنا مباح ہے، کیوں کہ مسافر اگر ہر وقت میں مکمل طور پر نماز ادا کرنے کے لیے رکتا رہے تو اسے مشقت در پیش ہو گی۔

اسلامی شریعت میں آسانی اور عدم مشقت کی ایک مثال یہ ہے کہ بارش، کیچڑ، اور سخت ٹھنڈی ہوا کی صورت میں مختلف نمازوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنا جائز ہے[3]۔

روزہ میں آسانی کی مثال یہ ہے کہ شریعت نے حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورت کے لیے روزہ توڑنا مباح قرار دیا ہے، بشرطیکہ ان کو اپنی جان کا یا اپنے بچوں کے نقصان کا خدشہ ہو، اس کی دلیل انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالی نے مسافر سے

---

(1) اس حدیث کو ابو داود (۴۴۰۳)، اور ترمذی (۱۴۲۳) نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(2) اس حدیث کو بخاری (۱۱۱۷) نے روایت کیا ہے۔

(3) دیکھیں: صحیح مسلم (۷۰۵) بہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے بھی روزہ معاف کر دیا ہے)[1]۔

اسلامی شریعت میں آسانی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بیمار اور مسافر شخص کے لیے مباح ہے کہ روزہ توڑ لیں اور ان روزوں کو رمضان کے بعد قضا کر لیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾[البقرة:185]

ترجمہ: جو بیمار ہو یا مسافر ہو وا سے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے۔

حج میں آسانی کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس مکلف بندہ پر حج کو فرض نہیں کیا ہے جس کے اندر استطاعت نہ ہو، یعنی اس کے پاس مادی قدرت یا سواری کی سہولت، یا جسمانی طاقت یا ان میں سے کوئی ایک میسر نہ ہو، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وِللّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً ﴾[آل عمران:97]

ترجمہ: اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔

حج میں آسانی کی اکی مثال یہ بھی ہے کہ جو شخص کبر سنی یا لاغری کی وجہ سے حج کرنے سے قاصر ہو، اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی طرف سے حج ادا کرنے کے لیے کسی اور کو نائب مقرر کرے، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے کہ: (ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ہے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کی طرف اس کے بندوں پر عائد کردہ فریضہ حج نے میرے باپ کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا، اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں)[2]۔

([1]) اس حدیث کو ابو داود (۲۴۰۸) اور نسائی (۲۲۷۴) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

([2]) اس حدیث کو بخاری (۱۸۵۵) اور مسلم (۱۳۳۵) نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں۔

جہاد میں آسانی کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ نے نابینا، اپاہج اور بیمار انسان سے جہاد کی فرضیت ساقط کر دی ہے، اللہ نے قرآن مجید کی دو آیتوں میں ارشاد فرمایا:

﴿لَّيْسَ عَلَى الأَعْمَى حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ﴾

ترجمہ: اندھے پر، لنگڑے پر اور بیمار پر کوئی حرج نہیں۔

ماکولات کے تعلق سے آسانی اور عدم مشقت کی مثال یہ ہے کہ انسان اگر بھوک کی شدت سے ہلکان ہونے لگے اور سوائے حرام کھانے کے کچھ میسر نہ ہو جیسے مردار یا خنزیر، تو اس کے لیے اس حرام کھانے میں سے اس قدر کھانا جائز ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے اور وہ خود کو موت سے بچا سکے، کیوں کہ موت کا خسارہ حرام کھانے کے خسارے سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔

مشروبات کے تعلق سے آسانی اور عدم مشقت کی ایک مثال یہ ہے کہ انسان پیاس کی وجہ سے اگر ہلکان ہونے لگے اور حرام مشروب کے علاوہ کچھ اور میسر نہ ہو جیسے شراب یا خون، تو اس کے لیے اس میں سے اس قدر پینا جائز ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے اور وہ موت سے بچ جائے، کیوں کہ موت کا خسارہ اللہ کے حرام کردہ مشروب کے خسارے سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔

۱۸-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ دلوں میں عقیدہ کو راسخ کرنے کا اہتمام کرتی ہے اور ایسے تمام امور سے انسان کو روکتی ہے جو عقیدہ کی بنیاد اور کمال کے منافی ہیں**، بایں طور کہ قرآن اس بات پر زور ڈالتا ہے کہ اللہ کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کی جائے، جیسا کہ آیات قرآنی کے آخری حصوں سے ظاہر وباہر ہے، اسی طرح فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان لانے کی پر زور دعوت دیتا ہے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر ایمان لانے کا بھی حکم دیتا ہے، اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے روکتا ہے، بدعات اور ہر قسم کے کبیرہ وصغیرہ گناہ میں پڑنے سے منع کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ ترغیب دی ہے کہ وہ دنیا میں اپنی آخری سانس تک توحید پر کاربند رہیں، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: "جس کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہو اس کے لیے جنت واجب ہے"[1]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام اعمال سے منع فرمایا ہے جو توحید کے منافی عمل یعنی شرک تک پہنچانے کے اسباب ہیں، بلکہ جاں کنی کی حالت میں آپ نے اس سے منع فرمایا، جو کہ انسان کے لیے سب سے سنگین مرحلہ ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے قبروں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس مرض میں جس سے آپ صحت یاب نہ ہوئے تھے، فرمایا: اللہ تعالی یہود و نصاری پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے ابنیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا)[2]۔ اس حرمت کی وجہ یہ ہے کہ قبروں پر نماز پڑھنا قبروں کی عبادت میں مبتلا ہونے کا ایک مضبوط وسیلہ ہے، کیوں کہ (اس کی وجہ سے) قبر میں مدفون میت سے نماز پڑھنے والے کا دل وابستہ ہو جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعات کا ارتکاب کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: (نئی نئی بدعات واختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)[3]۔

اللہ تعالی نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے منع فرمایا، فرمان باری تعالی ہے:

{إِن تَجْتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلاً كَرِيمًا} [النساء: 31]

([1]) اس حدیث کو احمد (۵/۲۳۳) نے روایت کیا ہے اور "المسند" (۲۲۰۳۴) کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

([2]) اس حدیث کو بخاری (۱۳۳۰) اور مسلم (۵۲۹) نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

([3]) اس حدیث کو ابو داود (۴۶۰۷)، ترمذی (۲۶۷۶)، ابن ماجہ (۴۲)، احمد (۴/۱۲۶-۱۲۷) اور ابن حبان (۱/۱۷۹) نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ ابن حبان کے ہیں، اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ترجمہ: اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت وبزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صغیرہ گناہوں سے بھی منع فرمایا، ارشاد نبوی ہے: (صغیرہ گناہوں سے گریز کرو (اور ان کو حقیر مت سمجھو، غور کرو کہ) کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں، ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے، (ایک ایک کرکے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹیاں پکا لیتے ہیں، اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں)[1]۔

۱۹- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس کی پیشین گوئیاں سچ ثابت ہوتی ہیں**، چنانچہ مستقبل کی ہر وہ بات جس کی خبر شریعت نے دی، وہ یا تو واقع ہو چکی ہے یا واقع ہو کر رہے گی، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دی جس دن ان کی وفات ہوئی تھی جب کہ نجاشی حبشہ میں تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں، اس کے بعد آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی [2]۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ کے لئے ایک لشکر روانہ کیا، ان کا قائد وامیر زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور انہیں یہ وصیت کی کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر ان کے امیر ہوں گے، اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ ان کے امیر ہوں گے، اسی درمیان کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں تھے آپ نے زید کی وفات کی خبر دی، پھر جعفر کی اور اس کے بعد ابن رواحہ کی وفات کی خبر دی۔ جب کہ آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما تھے[3]۔

---

(1) اس حدیث کو احمد (۳۸۷۱) نے روایت کیا ہے اور المسند (۴۶۷/۳۷) کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(2) دیکھیں: صحیح بخاری (۱۲۴۵) اور صحیح مسلم (۹۵۱) بروایت: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ

(3) اسے بخاری (۱۲۴۶) نے روایت کیا ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے قبل مقام بدر پر فروکش ہوئے تو آپ نے مشرکوں کے بعض سرداروں کے قتل ہونی کی جگہ تعیین کے ساتھ بتلائی، چنانچہ انس بن مالک عمر بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پہلے ہمیں بدر (میں قتل ہونے) والوں کے گرنے کی جگہیں دکھا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ان شاء اللہ! کل فلاں کے قتل ہونے کی جگہ یہ ہوگی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا! وہ لوگ ان جگہوں کے کناروں سے ذرا بھی ادھر ادھر قتل نہیں ہوئے تھے جن کی نشاندہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی[1]۔

۲۰- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ خرافات اور بے بنیاد باتوں کی نفی کرتی اور ان کا بطلان واضح کرتی ہے**، انہی خرافات میں سے جادو بھی ہے، جس کے ذریعہ جادوگر اپنی مراد کی تکمیل کے لیے شیطانوں کی مدد لیتا ہے، اور شیطان اس وقت اس کی مدد نہیں کرتا جب تک کہ وہ اس کی عبادت نہ کرے۔

جن خرافات سے اسلام نے منع کیا ہے، ان میں کہانت بھی ہے، اس سے مراد علم غیب کا دعوی کرنا اور (مخاطب کے) دل کی بات بتانا ہے، یہ دونوں -جادو اور کہانت- سخت حرام ہیں، بلکہ ان کا ارتکاب کرنا نواقض اسلام میں سے ہے، کیوں کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے، اس لیے کہ وہ اللہ کے خصائص میں سے ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: (قلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

---

[1] اسے مسلم (۲۸۷۳) نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ جس نے اپنے لیے علم غیب کا دعوی کیا، اس نے علم غیب کی صفت میں اللہ کے ساتھ شرکت کا دعوی کیا اور قرآن کی تکذیب کی۔

۲۱-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی کہ **وہ اپنے ماقبل کی تمام شریعتوں کے محاسن پر مشتمل ہے، اور اس میں وہ بوجھ اور سزائیں معدوم ہیں جنہیں اللہ تعالی نے سابقہ شریعتوں کے ماننے والوں پر ان کی نافرمانی کی سزا کے طور پر عائد فرمایا تھا**، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:
(ويضع عنهم إصرهم والأغلال التي كانت عليهم).

ترجمہ: اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور کرتے ہیں۔

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت ہے کہ آپ کا لایا ہوا دین آسان اور سہل ہے، اس میں نہ بھاری بھر کم مشقتیں ہیں اور نہ بوجھل کرنے والی تکالیف۔

۲۲-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ اپنے ماقبل کی تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:** (وأنزلنا إليك الكتاب مصدقا لما بين يديه من الكتاب **ومهيمنا** عليه).

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق انسانوں کے مصالح اور نفوس کی اصلاح وتربیت سے ہے:

۲۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ مختلف قسم کے آداب، اخلاق اور فضیلتوں کی دعوت دیتی ہے**، چنانچہ اس نے کھانے پینے، لباس وپوشاک، شادی بیاہ، سفر وحضر، محسنوں اور بد سلوکی کرنے والوں کے ساتھ، رشتہ داروں، اجنبیوں، پڑوسی اور دور کے شناساؤں، حاکم ورعایہ، عاملوں، اصحاب جاہ ومنصب، بیوی اور اولاد، زندوں اور مردوں کے تئیں برتاؤ کے آداب سکھائے، (مردوں کے آداب سے مراد) غسل دینا، عطر لگانا، کفن پہنانا، دفن کرنا اور دعا دینا ہے۔ اسی طرح دشمن اور دوست اور جنگ وصلح کی حالت میں دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کے بھی آداب بتلائے۔

خلاصہ یہ کہ سلوک وبرتاؤ سے متعلق جو بھی آداب ہوسکتے ہیں، اسلام نے ان پر ہمیں آمادہ کیا، نیز ان پر اجر وثواب بھی مرتب فرمائے، اور ہر قسم کی بدخلقی سے منع فرمایا۔

۲۴-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ معنوی طہارت وپاکیزگی کی دعوت دیتی ہے**، چنانچہ اس کی تعلیمات سے نفوس کا تزکیہ ہوتا اور دلوں کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:(هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

مثال کے طور پر نماز ہی کو لیجئے، اس سے نفس کو پاکیزگی وراحت ملتی ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے بلال! نماز کی اقامت کہو، ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ)[1]۔ یعنی نماز کے ذریعہ راحت پہنچاؤ، آپ ان کو اذان اور اقامت کا حکم دیتے تاکہ آپ کو سکون وراحت ملے۔

زکاۃ کے ذریعہ مال پاک ہوتا، نفس کو بخالت سے پاکیزگی ملتی ہے، اس کے ذریعہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کیا جاتا ہے، اور شکر، دل کی طہارت کا ذریعہ ہے، زکاۃ سے فقیر ومسکین کی ضرورت پوری ہوتی ہے، فقیروں اور مالداروں کے درمیان حسد کا خاتمہ ہوتا ہے، اس طرح پورا معاشرہ پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

روزہ سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ تمام اعمال خالص اللہ کے لیے انجام دیے جائیں، چنانچہ دل ریا ونمود سے پاک ہوجاتا ہے، بکثرت کھانے پینے سے نفس کے اندر جو تکبر اور غرور پیدا ہوجاتا ہے، روزہ کے ذریعہ اس سے بھی وہ پاک ہوجاتا ہے۔

حج میں تمام حجاج احرام کا لباس زیب تن کرتے ہیں، جس کے ذریعہ ان کے نفوس احساسِ تعیش سے پاک ہوتے ہیں، مشاعر مقدسہ میں ایک جیسے کھڑے ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے متعارف ہوتے اور آپسی اخوت ومحبت پیدا ہوتی ہے، ایک جیسی اطاعتوں کے ذریعہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، چنانچہ ان کے نفوس کا تزکیہ ہوتا ہے۔

اللہ کا ذکر تو نفوس کے تزکیہ کا سب سے بڑا امیدان ہے، چنانچہ قرآن کی تلاوت، صبح وشام کی دعاؤں کا ورد اور نماز کے بعد کے اذکار کی پابندی، نفوس کی تزکیہ اور پاکیزگی کے عظیم ترین اسباب ہیں۔

اسلام کا اخلاقی نظام نفوس کے تزکیہ کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، جیسے والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی، اہل خانہ اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ضعیف ونادار لوگوں کی مدد۔

---

[1] اسے ابو داود (۴۹۸۵) اور احمد (۵/۳۶۴) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں نفوس کے تزکیہ وطہارت کے جو خاصیتیں پائی جاتی ہیں، ان کی یہ چند مثالیں تھیں جو آپ کے سامنے پیش کی گئیں۔

۲۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ جسمانی طہارت کی بھی دعوت دیتی ہے،** چنانچہ جمعہ کے دن اور جنابت، حیض اور نفاس کے بعد غسل کرنے، وضو کے لئے طہارت حاصل کرنے، (پیشاب وپاخانہ سے فارغ ہو کر) پانی اور پتھر سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دیتی ہے۔

۲۶-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ انسان کی شکل وصورت کا بھی خیال رکھتی ہے،** چنانچہ فطری سنتوں پر عمل کرنے کا حکم دیتی ہے، جیسے مونچھ کترنا، داڑھی چھوڑنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور زیر ناف کے بال صاف کرنا[1]۔

ااسلامی شریعت نے عطر لگانے کی بھی ترغیب دی ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو (عطر) پسند کیا کرتے اور کثرت سے اس کا استعمال کرتے تھے ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دنیوی چیزوں میں سے بیوی اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے)[2]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لینے سے انکار نہیں کیا کرتے تھے[3]۔

---

[1] دیکھیں: صحیح بخاری (۵۸۸۹) اور صحیح مسلم (۲۵۷) بہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

[2] اس حدیث کو احمد (۳/ ۱۲۸، ح: ۱۲۲۹۴) اور نسائی (۳۹۳۹) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور المسند کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے (۱۲۲۹۴)

[3] اس حدیث کو بخاری (۵۹۲۹) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انسانی شکل وہیئت پر اسلام کی توجہ کی دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے خوبصورت لباس اور جوتے چپل زیب تن کرنے کی ترغیب دی ہے، کیوں کہ لباس بندوں پر اللہ کی نعمت ہے، اس کے ذریعہ اللہ نے دیگر مخلوقات سے انسانوں کو امتیاز بخشا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْءَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىَ ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُون} [الأعراف:26]

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔

اس آیت کا معنی ومطلب یہ ہے کہ: اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا ہے جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے، جو کہ ضروری لباس ہے اور زیب وزینت کا ذریعہ ہے، جسے قرآن میں (رِیش) سے تعبیر کیا گیا ہے، یہ کمال اور نعمت کا حصہ ہے، اس کے بعد اللہ نے لوگوں کو معنوی لباس کی یاد دہانی کرائی جو کہ تقوے کا لباس ہے، اس سے مراد اوامر کو بجالانا اور منہیات سے اجتناب کرنا ہے، اس کے بعد یہ تنبیہ فرمائی کہ مومن کے لیے یہ سب سے عمدہ لباس ہے، فرمایا:(اور تقوے کا لباس اس سے بڑھ کر ہے)۔

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا:(اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند کرتا ہے)[1]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لباس بھی میسر ہوتا پہن لیتے، خواہ وہ اون کا ہو یا روئی کا یا کسی اور چیز کا، نہ اس میں کوئی تکلف کرتے اور نہ فضول خرچی سے کام لیتے اور نہ شہرت طلبی کا مظاہرہ کرتے۔

آپ کے پاس ایک خاص کپڑا بھی تھا جسے آپ عیدین اور جمعہ میں پہنتے تھے۔

([1]) اس حدیث کو مسلم (۹۱) نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب آپ کے پاس کوئی وفد تشریف لاتا تو آپ سب سے عمدہ لباس زیب تن کرتے اور اپنے قوم کے سربر آوردہ لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔

اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھنے کا خوب خیال رکھتے اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم دیتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ حسن ادب اور خوبصورت لباس انبیائے کرام کی عمدہ خصلتوں میں شامل ہے۔

کپڑوں میں آپ کو سفید رنگ کے کپڑے سب سے زیادہ محبوب تھے، آپ اس رنگ کے کپڑے کو تمام کپڑوں پر فوقیت دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سفید کپڑے پہنا کرو، بلا شبہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں اور انہی میں اپنی میتوں کو دفن دیا کرو)[1]۔ یہ اس بات سے مانع نہیں تھا کہ آپ کسی دوسرے رنگ کا کپڑا اختیار کریں، براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایک دفعہ سرخ دھاری دار جوڑا پہنے دیکھا، میں نے آپ سے زیادہ کسی کو حسین اور خوبصورت نہیں دیکھا)[2]۔[3]

انسان کی شکل وہیئت پر توجہ دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ شریعت نے اس شخص کو مسجد آنے سے روکا ہے جو لہسن یا پیاز کھایا ہو، تاکہ نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف نہ پہنچے[4]۔

([1]) اس حدیث کو ترمذی (۹۹۴) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

([2]) اسے بخاری (۳۵۵۱) اور مسلم (۲۳۳۷) نے روایت کیا ہے۔

([3]) شیخ سعید بن محمد آل ثابت حفظہ اللہ کی کتاب: (لباس و پوشاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طور طریقہ) سے میں نے یہ خلاصہ نقل کیا ہے، البتہ اس میں اللہ کی توفیق سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے، یہ مقالہ (الألوکة) ویب سائٹ پر موجود ہے۔

([4]) دیکھیں: صحیح بخاری (۵۴۵۲) اور صحیح مسلم (۵۶۴) بہ روایت جابر رضی اللہ عنہما۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن اور گندنا کھانے سے منع فرمایا۔

۲۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ **اپنے پیروکاروں کو خوب سے خوب علم شرعی حاصل کرنے کا حکم دیتی ہے**، جس سے نفوس کو زندگی ملتی، دلوں کی اصلاح ہوتی، اس پر دنیا وآخرت کی سعادت مترتب ہوتی اور معاشرہ فکری انحرافات اور تخریبی افکار سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا: (وقل رب زدني علما)

ترجمہ: ہاں یہ دعا کرو کہ پروردگار! میرا علم بڑھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: (جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے)[1] ۔

۲۸-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ کائنات میں عقل وفکر استعمال کرنے پر آمادہ کرتی، ایجادات وانکشافات پر ابھارتی اور آفاق وانفس میں موجود نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے**، اللہ تعالی فرماتا ہے: (سنريهم آياتنا في **الآفاق** وفي **أنفسهم** حتى يتبين لهم أنه الحق)

ترجمہ: عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے۔

نیز فرمایا: (وفي **أنفسكم** أفلا تبصرون)

ترجمہ: اور خود تمہاری ذاتوں میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں۔

معلوم ہوا کہ اسلامی شریعت عقل سے ہم آہنگ ہے، متصادم نہیں، وہ ایسے حقائق پیش کرتی ہے جن کے سامنے عقل حیران ضرور ہوتی ہے، لیکن انہیں ناممکن نہیں سمجھتی، رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت چلنے والا ادارہ ھیئۃ الإعجاز العلمی نے قرآن وسنت سے ماخوذ اعجاز کے بہت سے دلائل جمع کر دئے،

---

(1) اسے بخاری (۷۱) اور مسلم (۱۰۳۷) نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

خواہ یہ علم جنین سے متعلق اعجاز ہو یا علم فلکیات سے، یا علم طب سے متعلق ہو یا علم بحریات وغیرہ سے۔ اعجاز کے ان دلائل کے سامنے غیر مسلم ماہرین طبیعت حیران و ششدر رہ گئے، کیوں کہ آج سے چودہ سو سال قبل قرآن وسنت میں ان اکتشافات کا ذکر ناممکن ہے، الا یہ کہ وہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ وحی ہو، اس لئے کہ اس زمانے میں ان انکشافات کے وسائل ناپید تھے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے بہت سے ماہرین طبیعت اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوئے۔

۲۹-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ محنت ولگن سے کام کرنے اور روئے زمین کو آباد کرنے کا حکم دیتی ہے**، اللہ تعالی کا فرمان ہے:(هو الذي جعل لكم الأرض ذلولا فامشوا في مناكبها وكلوا من رزقه وإليه النشور)

ترجمہ: وہ ذات جس نے تمہارے لئے زمین کو پست و مطیع کر دیا تا کہ تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو، اور اللہ کی روزیاں کھاؤ پیو، اسی کی طرف تمہیں جی کی اٹھ کھڑا ہونا ہے۔

نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے: (هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ واستعمركم فيها)

ترجمہ: اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے زمین میں تمہیں بسایا ہے۔

یعنی اس نے تمہیں زمین مین پیدا کیا اور اس میں اپنا جانشیں بنایا، تم پر ظاہری و باطنی انعامات کئے، تمہیں زمین پر قوت و شوکت عطا کی، تم گھر بناتے، پودے اگاتے، کھیتی کرتے اور جس چیز کی چاہتے ہو بیج بوتے ہو اور زمین کی منفعتوں سے مستفید ہوتے ہو۔

۳۰-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ سستی وکاہلی سے روکتی ہے**، نبی صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی اور سستی وکاہلی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الهَمِّ وَالحَزَنِ، وَالعَجْزِ وَالكَسَلِ، وَالبُخْلِ وَالجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ"[1]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور پریشانی سے، عاجزی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے دباؤ سے۔

([1]) اس حدیث کو بخاری (٦٣٦٩) نے روایت کیا ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق غیر مسلموں سے ہے

۳۱- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ مخالفین کے ساتھ گفت وشنید کرنے کی ترغیب دیتی ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

{قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُون}[آل عمران:64]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منھ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

نیز اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

{ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِين}[النحل:125]

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دی، چنانچہ آپ نے چھوٹے بڑے، امیر وغریب، مرد وعورت، قریب وبعید، گورا وکالا سب کو دعوت دیا، چنانچہ اتنی تعداد میں

لوگوں نے آپ کی دعوت قبول کی کہ اس سے قبل کسی نبی کی دعوت اتنے لوگوں نے قبول نہیں کی،
آپ نے روم کے بادشاہ کو پیغام لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔
حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو خط لکھ اسلام کی دعوت دی۔
فارس کے بادشاہ کسری کے نام خط لکھا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔
اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے نام خط لکھا جو کہ قوم قبط کا سردار تھا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔
بلقاء جو کہ اردن کی سب سے پرانی بستی ہے، اس کے بادشاہ حارث بن ابو شمر الغسانی کو خط لکھا۔
یمامہ جو کہ جزیرہ عرب کے وسط میں واقع ہے، وہاں ہوذہ بن علی الحنفی کو خط لکھا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔

عمان میں جُلندی کے بیٹے جیفر اور عبد اللہ الأزدی کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔
بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی العبدی کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔
یمن میں حارث بن عبد کلال الحمیری کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔
اہل یمن کے پاس ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل کو داعی بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ وہ انہیں اسلام کی دعوت دیں، چنانچہ وہاں کے عام لوگ اسلام قبول کر لیے، ان دونوں کے بعد علی بن ابی طالب کو ان کے پاس بھیجا[1]۔

مخالفین کے ساتھ گفت وشنید کی اچھی فضا قائم کرنے کا شریعت اسلامیہ نے جو اہتمام کیا ہے، اس کی ایک دلیل اس یہودی عالم (حبر) کا قصہ بھی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: "اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں گا تو کیا تمہیں اس سے فائدہ ہو گا؟" اس نے کہا: میں اپنے دونوں کانوں سے توجہ سے سنوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی، جو آپ ﷺ کے پاس تھی، زمین پر آہستہ آہستہ ماری اور

---

(1) میں نے ان خطوط کی جانکاری "زاد المعاد" (۱/۱۱۹) اور اس کے مابعد سے نقل کیا ہے۔ ناشر: دار الرسالۃ، تحقیق: شعیب وعبد القادر الأرناؤوط رحمہما اللہ۔

فرمایا : پوچھو۔ یہودی نے کہا: جس دن زمین دوسری زمین سے بدلے گی اور آسمان (بھی) بدلے جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے ؟ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ،،وہ پل (صراط) سے (ذرا) پہلے اندھیرے میں ہوں گے ؟،، اس نے پوچھا سب سے پہلے کون لوگ گزریں گے ؟ آپ نے فرمایا: فقرائے مہاجرین۔ یہودی نے پوچھا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو کیا پیش کیا جائے گا؟ تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مچھلی کے جگر کا زائد حصہ۔،، اس نے کہا: اس کے بعد ان کا کھانا کیا ہو گا؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ان کے لیے جنت میں بیل ذبح کیا جائے گا جو اس کے اطراف میں چرتا پھرتا ہے۔ اس نے کہا: اس (کھانے) پر ان کا مشروب کیا ہو گا؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس (جنت) کے سلسبیل نامی چشمے سے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا، پھر کہا: میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے اہل زمین سے محض ایک نبی جانتا ہے یا ایک دو اور انسان۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر میں نے تمہیں بتادیا تو کیا تمہیں اس سے فائدہ ہو گا؟ اس نے کہا: میں کان لگا کر سنوں گا۔ اس نے کہا: میں آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:، مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد، جب دونوں ملتے ہیں اور مرد کا مادہ منویہ عورت کی منی سے غالب آجاتا ہے تو اللہ کے حکم سے دونوں کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجاتی ہے تو اللہ عزوجل کے حکم سے دونوں کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی۔ یہودی نے کہا: آپ نے واقعی صحیح فرمایا اور آپ یقیناً نبی ہیں، پھر وہ پلٹ کر چلا گیا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس نے مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا اس وقت تک مجھے اس میں سے کسی چیز کا کچھ علم نہ تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم عطا کر دیا۔[1] ۔

([1]) اس حدیث کو مسلم (۳۱۵) نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کے ویرانے میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ راستے میں چند یہودیوں کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا: ان سے روح کے متعلق سوال کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا: تم ان سے ایسا سوال نہ کرو کہ جس کے جواب میں وہ ایسی بات کہیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ بعض نے کہا: ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش رہے۔ میں نے (دل میں) کہا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، چنانچہ میں کھڑا ہو گیا۔ جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا}

ترجمہ: (اے پیغمبر!) یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ روح میرے مالک کا حکم ہے۔ اور انہیں بہت کم علم عطا کیا گیا ہے[1]۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: علمائے یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے محمد! ہم (تورات میں) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اس طرح تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر اور دیگر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ یہ سن کر ہنس دیے حتی کہ آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔

([1]) اس حدیث کو بخاری (۱۲۵) اور مسلم (۲۷۹۴) نے روایت کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہودی کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے تھے [1]۔

۳۲- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **انصاف پسند غیر مسلم جب اس سے واقف ہوتا ہے تو حیران و ششدر رہ جاتا ہے اور اسے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہے اور یہ** کہ تمام انسان مل کر بھی اس جیسی خوبصورت اور محکم شریعت نہیں پیش کرسکتے، یہ غیر مسلم کی جانب سے حق کی شہادت و گواہی ہے، اللہ تعالی نے قرآن کے بارے میں سچ فرمایا: (ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا).

ترجمہ: اگر یہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقینا اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

۳۳- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **جو غیر مسلم اس سے واقف ہوتا اور اسے یہ یقین ہو جاتا کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ انسان کی جانب سے ہو**، تو اس کی وجہ سے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے، خواہ کافر ممالک کے باشندے ہوں یا اسلامی ممالک میں رہنے والے غیر مسلم، خواہ تعلیم یافتہ لوگ ہوں یا ناخواندہ طبقہ۔

۳۴- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **جو شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے، اگر وہ عقل و خرد کا مالک ہو تو اپنے دین سے ناراض و بےزار ہو کر اس سے نہیں پھرتا**، اسلامی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا، کیوں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ اسلامی تعلیمات عقل اور فطرت سے ہم آہنگ ہیں، وہ انسان کی روحانی اور جسمانی ہر طرح کی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں، الحمد للہ کہ حجت قائم ہو گئی اور راستہ روشن ہو گیا۔

---

(1) اس حدیث کو بخاری (۷۴۱۴) اور مسلم (۲۷۸۶) نے روایت کیا ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق شخصی حقوق سے ہے:

۳۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ اصل تخلیق کے اعتبار سے انسانیت اور اپنے پیروکاروں کے درمیان مساوات قائم کرتی ہے،** چنانچہ شرعی تعلیمات اس بات کی تنصیص کرتی ہیں کہ تمام انسان ایک ہی مرد وعورت (آدم وحوا) سے پیدا ہوئے ہیں اور عمومی عزت وتکریم کی وجہ یہی ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ﴾[الإسراء:70]

ترجمہ: یقینا ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔

رہی بات خصوصی تکریم کی تو اس کا واحد میزان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے، جسے اللہ کے اس فرمان میں تقوی سے تعبیر کیا گیا ہے: (يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم إن الله عليم خبير).

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

۳۶-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ انسانی حقوق کی حفاظت کرتی ہے جن کی تعداد ایک سو ساٹھ تک پہنچتی ہے**[1]۔ میں نے ان حقوق کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے جسے (حقوق الإنسان فی الإسلام - ۱۵۰ حق) سے موسوم کیا ہے۔

(1) اس تعداد کی تحدید میری بحث وجستجو کے حساب سے ہے، ممکن ہے کہ ان حقوق کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو، ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔

۳۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ اپنے متبعین کے تشخص اور شناخت کی حفاظت کرتی ہے۔** اسلامی شریعت نے یہ واجب قرار دیا ہے کہ والد کی طرف انسان کی نسبت کو محفوظ رکھا جائے، اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت رکھنے کو حرام قرار دیا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ }[الأحزاب:5]

ترجمہ: لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف نسبت کرکے بلاؤ، اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے۔

اس مقام پر یہ تنبیہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ غیر مسلموں کے یہاں عورت کی نسبت اور تشخص تبدیل کرنے کا جو رواج پایا جاتا ہے، اس سے اس کا تشخص ضائع ہو جاتا ہے۔ بایں طور کہ محض شادی ہوتے ہی اس کی نسبت والد سے ختم کرکے شوہر کی طرف کردی جاتی ہے۔

۳۸-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ خاندانی ڈھانچہ کی حفاظت کرنے پر ابھارتی ہے۔** بایں طور کہ شادی کی ترغیب دیتی، میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت اور آپس میں دائمی یکجہتی اور باہمی تفاہم کی فضا قائم کرنے پر ابھارتی ہے، نیز اولاد پیدا کرنے کی بھی رغبت دیتی ہے تاکہ امت مسلمہ کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو، اسی طرح اولاد کی نیک تربیت کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور اس پر بڑے اجر وثواب مرتب کرتی ہے، اور ان کی تربیت میں کمی کوتاہی کرنے سے منع کرتی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ }[التحريم:6]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: (تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق بازپرس ہو گی۔ مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اپنے اہل خانہ کے متعلق سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا... تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا)[1]۔

خاندانی ڈھانچہ کی حفاظت میں یہ بھی داخل ہے کہ شوہر کو بیوی کے حقوق کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے، بیوی کو اپنے شوہر کے حقوق کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے، اور ان دونوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی اولاد کی اچھی سے اچھی تربیت کریں اور ان پر اپنا مال خرچ کریں، اس طرح ان کا گھر اعتدال کی بنیاد پر قائم ہو گا اور خاندانی ڈھانچہ تیار ہو گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: " بہترین دینار جسے انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے "[2]۔

اہل وعیال میں اس کے وہ تمام اہل خانہ داخل ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے، اور بیوی قطعی طور پر ان میں شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: "(جن دیناروں پر اجر ملتا ہے ان میں سے) ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو نے کسی کی گردن (کی آزادی) کے لیے خرچ کیا ۔ ایک دینار وہ ہے جسے تو نے مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ۔ ان میں سب سے عظیم اجر اس دینار کا ہے جسے تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا"[3]۔

([1]) اس حدیث کو بخاری (۸۹۳) اور مسلم (۱۸۲۹) نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

([2]) اس حدیث کو مسلم (۹۹۴) نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

([3]) اس حدیث کو مسلم (۹۹۵) نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۳۹- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ عورت کے حقوق، اس کی عزت وناموس، اس کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھتی ہے**، چنانچہ اسلام نے عورت کے لئے جن حقوق کی ضمانت دی ہے، ان کی تعداد اسی (۸۰) سے زائد ہے، یہی وجہ ہے کہ (اسلام کی نظر میں) مسلمان عورت ایک محترم اور مکرم وجود ہے، اپنے شوہر، اولاد اور معاشرہ کے لئے نعمت ہے، جبکہ مشرق ومغرب میں عورت کی سخت بے حرمتی اور ذلت ہورہی ہے، خواہ وہ دوشیزہ ہو، یاماں ہو یا عمر رسیدہ ہو، اگر وہ جوان ہوتی ہے تو محض لطف ولذت کا ایک وسیلہ شمار کی جاتی ہے، اگر عمر رسیدہ ہوتی ہے تو اولڈ ہوم کی مہمان بن کر رہتی ہے، ان عورتوں کے درمیان نفسیاتی دواؤں، منشیات، اسقاط حمل اور خودکشی کا جو عمومی رواج ہے، اس کی تو بات ہی نہ کریں! [1]۔

۴۰- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس نے اجتماعیت اور باہمی اتحاد ویکجہتی پر ابھارا ہے اور اختلاف وانتشار سے روکا ہے**، تاکہ معاشرہ امن وسکون کی زندگی گزار سکے، کیوں کہ جب تک امن وامان قائم نہ ہو تب تک معاشرہ خوش حال نہیں ہو سکتا، اور بغیر اجتماعیت کے امن وسکون حاصل نہیں ہو سکتا ہے، بہت سے ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں جن میں اجتماعیت کا حکم دیا گیا ہے اور اختلاف سے منع کیا گیا ہے، ان نصوص میں اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہے:

{وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعًا وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَةَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىَ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُون} [آل عمران:103]

ترجمہ: اللہ تعالی کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالی کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال

---

[1] فائدہ کے لئے دیکھیں: «ثمانون مظهرا من مظاهر تكريم الإسلام للمرأة، وحفظ حقوقها، واحترام مشاعرها»، تالیف: ماجد بن سلیمان الرسی، یہ کتاب انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالی اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجتماعیت کا حکم دیا اور اختلاف وانتشار سے منع فرمایا، آپ نے فرمایا: (اللہ نے تمہارے لیے تین چیزیں پسند کی ہے اور تین چیزیں تمہارے لیے ناپسند کی ہے، تمہارے لیے پسند کیا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، جس کو اللہ تعالی تمہارا حکمران بنادے اس کے ساتھ نصح وخیر خواہی کا معاملہ کرو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں مت بٹو۔

اور تمہارے لیے ناپسند کیا ہے: فضول باتیں، کثرت سوال اور فضول خرچی)[1]۔

۴۱- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس نے امامت پر ابھارا ہے**، اس کی حکمت یہ ہے کہ اتحاد برقرار رہے، لوگوں کے مصالح منتظم رہیں، دین قائم رہے اور امن وامان بحال رہے اور اس کے ذریعہ پانچ ضروریات کی حفاظت ہو سکے: دین، جان، عقل، مال اور عزت وناموس۔ اسی لیے مسلمانوں کا اجماع ہے کہ امام مقرر کرنا واجب ہے، کیوں کہ جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو وہ بھی واجب ہے، امامت کو ان فروض کفایہ میں شمار کیا گیا ہے جن کو اگر امت ادا کرتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ گناہ گار ہوگی، بلکہ قرطبی نے کہا: یہ دین کے ان ارکان میں سے ہے جن پر مسلمانوں کے مصالح قائم ودائم ہیں۔

امامت قائم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے لیے ایک امام منتخب کریں، جو ان کا سردار یا امیر یا بادشاہ ہو، پھر اس پر متحد ہو جائیں، پھر وہ امام وزراء، علماء اور مصلحین قائم کرے، مدارس اور مناہج کا

---

(1) اس حدیث کو احمد (۲/۳۶۰) نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور المسند (۱۴/۳۳۶) کے محققین نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

قیام عمل میں لائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو رواج دے جس پر اللہ نے قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں نصرت وحکومت کو مرتب فرمایا ہے، اور اسے ترک کرنے پر رسوائی، شکست وہزیمت اور ذلت مرتب فرمایا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی بادشاہ کے ذریعہ ان (برائیوں) کو روک دیتا ہے جنہیں قرآن کے ذریعہ نہیں روکتا۔

شیخ ڈاکٹر عبد اللہ الترکی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اسلامی نقطہ نظر سے قیادت کا شمار امین کے درجہ میں ہوتا ہے، جو لوگوں کے مصالح وضروریات کی حفاظت کرتی ہے، وہ کوئی ایسا حزبِ (مخالف) نہیں جو لوگوں سے برسرپیکار ہو اور لوگ اس سے خود کو محفوظ رکھتے ہوں۔

وہ ایسی قیادت ہے جو اپنے نظم ونسق اور بنیادی اصول ومبادی میں اسلامی شریعت کی پابند ہوتی ہے۔ اگر اسلام کا یہ اصول معاشرہ کے افراد کے دلوں میں راسخ ہو جائے تو وہ قیادت کے ساتھ تعاون کرنے لگ جائیں گے۔ اختصار کے ساتھ ان کا قول ختم ہوا[1]۔

امامت برقرار رہنے کے لیے ضروری ہے کہ نیک کام میں امام کی سمع وطاعت کی جائے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: (ایک مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ یہ اطاعت پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں باتوں میں ہے بشرطیکہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ بات سنی جائے اور نہ اطاعت ہی کی جائے)[2]۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تم پر (امیر کا حکم) سننا اور ماننا واجب ہے، اپنی مشکل (کی کیفیت) میں بھی اور اپنی آسانی میں بھی، اپنی خوشی میں بھی اور اپنی ناخوشی میں بھی اور اس وقت بھی جب تم پر (کسی اور کو) ترجیح دی جا رہی ہو)[3]۔

([1]) حقوق الإنسان في الإسلام: ۱۸

([2]) اس حدیث کو بخاری (۷۱۴۴) اور مسلم (۱۸۳۹) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

([3]) اس حدیث کو مسلم (۱۸۳۶) نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اگر بادشاہ تم پر کسی اور کو ترجیح دے تو اسے برداشت کرو اور اس کے خلاف خروج وبغاوت کا اعلان نہ کرو، اور اللہ سے دعا کرتے رہو کہ تمھیں تمہارا حق لوٹا دے، کیوں کہ اللہ ہی تمہارا ناصر ومددگار ہے۔

جن امور سے امامت کے مقاصد مجروح ہوتے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ امام کی اطاعت سے دستبرداری اختیار کی جائے، اس کے خلاف خروج وبغاوت کی جائے، احتجاج، مظاہرے اور انقلاب برپا کیے جائیں، یہ ایسے امور ہیں جن سے بد نظمی پیدا ہوتی ہے، بہت سے مسلم ممالک نے امام کے خلاف خروج کرنے کے بھیانک نتائج کا مشاہدہ کیا ہے، ان کا انجام بڑا بھیانک ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث میں امام کے خلاف خروج کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: (جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو صبر کرے کیوں کہ اگر کوئی اپنے امیر کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر نکلا، وہ جاہلیت کی موت مرے گا)[1]۔

۴۲- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ **جاہلی انتقامات کو ملیامیٹ کرکے** لوگوں کے ساتھ تعامل کے باب میں ایک نئے طرز کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے خطبہ میں مسلمانوں کی ایک جم غفیر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن الحارث کا خون ہے[2]۔

---

(1) اس حدیث کو مسلم (۱۲۱۸) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(2) اس حدیث کو مسلم (۱۲۱۸) نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اس پس منظر میں اس بات کی تنبیہ بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت نے دو دشمنوں کے درمیان صلح وآشتی پیدا کرنے اور ایک دوسرے کو معاف کرنے پر ابھارا ہے اور اس پر بے حد اجر وثواب مرتب فرمایا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِين}[الشوری:40]

ترجمہ: اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔

اس موضوع پر بہت سی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی حفاظت وتدوین سے ہے:

۴۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہے**، قرآن کی حفاظت کے تعلق سے اللہ تعالی فرماتا ہے: (إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له **لحافظون**)

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

کافروں کی سازشوں، بے پناہ جنگوں اور بے انتہا دسیسہ کاریوں کے باوجود حدیث نبوی کے ذخیرے اب تک محفوظ ہیں، جو نسل در نسل اور صدی در صدی منتقل ہوتے آرہے ہیں۔

شریعت کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنے کا ایک وسیلہ یہ ہے کہ اللہ نے اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی مخلوق میں سے ایسے لوگوں کو استعمال کیا جو اسے ضائع ہونے سے محفوظ رکھ سکیں، ان سے مراد وہ علمائے کرام ہیں جو انبیاء کے وارثین ہیں، اسی طرح ایسے نیک وصالح حاکم وبادشاہ اور اصحاب جاہ ومال بھی جنہوں نے اپنی قوت وشوکت اور مال ودولت کو اسلام کی نصرت وحمایت کے لیے مسخر کر دیا، بایں طور کہ علم کی نشر واشاعت کی اور اس راہ میں (بے دریغ) خرچ کیا، چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا، جو شخص ان کی حمایت سے دست کش ہو گا، یا ان کی مخالفت کرے گا وہ اللہ کے حکم آنے تک ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور ہمیشہ لوگوں پر غالب (یا ان کے سامنے نمایاں) رہے گا)[1] ۔

اس مقام پر یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ اسلامی شریعت کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ہر وہ اخلاق جس کے ذریعہ اجتماعیت پیدا ہوتی ہے اور بہت سارے دل آپس میں جڑتے ہیں، اسلام نے اس اخلاق کی ترغیب دی

---

(1) اسے بخاری (۳۶۴۱) اور مسلم (۱۰۳۷) نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

ہے، جیسے سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ اور ہر وہ اخلاق جس سے تفرقہ اور اختلاف پیدا ہوتا ہے، اس سے اسلام نے روکا ہے جیسے غیبت و چغلخوری کرنا اور رشتے ناطے توڑنا۔

۴۴- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس کا علمی ترکہ سند کے ساتھ محفوظ ہے،** ایک شخص دوسرے شخص سے، یہاں تک کہ سلسلہ اسناد منتہا کو پہنچ جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابی تک یا تابعی تک، خواہ وہ اقوال کم ہوں یا زیادہ، وہ تمام کے تمام رجال عدالت، حفظ واتقان اور ثقاہت میں معروف ومشہور ہیں۔

اسناد دین کی حفاظت وصیانت کا طریقہ ووسیلہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو اقوال ناقص ونامکمل ہوتے، جو شخص جو بھی چاہتا بول دیتا اور اللہ کے دین میں ایسی چیزیں بھی داخل ہو جاتیں جو اس کا حصہ نہیں، عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں: اسناد دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا بول دیتا[1]۔

اسناد کے ذریعہ دین کی حفاظت ایک ایسی خوبی ہے جس سے اللہ تعالی نے تمام ادیان کے بیچ اسلامی شریعت کو امتیاز اور خصوصیت بخشی ہے، اور اسے ہر دور میں مسلمانوں کے درمیان باقی رکھا، کسی فاسق کے لیے ممکن نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یا دین اسلام کے کسی حصے میں ایک کلمہ کا بھی اضافہ کر سکے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور صاف ہے۔

---

(1) اس قول کو مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔

۴۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت محفوظ رکھی**، چنانچہ آپ کی سیرت ہر دور میں ایک کھلی کتاب کی طرح رہی ہے اور قیامت تک رہے گی[1]۔ آپ وہ واحد نبی ہیں جن کے بارے میں ہر ایک چیز لوگ جانتے ہیں، یہاں تک کہ آپ کے گھر کے اندر کی حالت اور ازدواجی زندگی کی جو کیفیت تھی، وہ بھی لوگوں کے علم میں ہے، آپ نے اپنی عام اور خاص زندگی کا کوئی حصہ لوگوں سے مخفی نہیں رکھا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ خاتم الأنبیاء والمرسلین ہیں، اور جو اس مقام پر فائز ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی کوئی بات راز نہ رکھے تاکہ لوگ قیامت تک زندگی کے تمام مراحل میں آپ کی اقتداو پیروی کر سکیں۔

ان فضائل اور خصوصیات کی نشرواشاعت کی تکمیل کے لیے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امانت دار صحابہ کرام اور بافضیلت بیویوں سے نوازا، جنہوں نے ہر وہ چیز نقل کی جو آپ سے سنی، یاد یکھی، خواہ حالت سفر میں ہو یا حالت اقامت میں، امن وامان کے عالم میں ہو یا خوف وہراس کے ماحول میں، آسانی کی صورت میں ہو یا تنگی کی حالت میں، جنگ کے میدان میں ہو یا حالت صلح وسلامت میں، عبادات سے متعلق ہو یا اخلاق وکردار سے، یا خرید وفروخت، آپ سونے کے وقت کیا پڑھتے تھے، جاگتے تو کونسی دعا پڑھتے، پریشانی کے وقت کیا پڑھتے، رات میں نیند کھلتی تو کیا پڑھتے، خوف کے عالم میں کیا پڑھتے، بیت الخلاء میں جاتے اور وہاں سے نکلتے تو کیا پڑھتے، گھر میں داخل ہوتے اور گھر سے نکلتے تو کیا کہتے، بازار میں داخل ہوتے تو کیا پڑھتے، چاند دیکھتے تو کیا پڑھتے، بارش کے وقت کیا پڑھتے، نیا کپڑا زیب تن کرتے تو کیا پڑھتے، مصیبت زدگان کو دیکھتے تو کیا پڑھتے، وضو کے وقت کیا پڑھتے، وضوع سے فارغ ہوتے تو کیا پڑھتے، نماز شروع کرتے تو کیا پڑھتے، نماز کے دوران کیا پڑھتے، نماز کے بعد کیا پڑھتے، بیوی سے جماع کے وقت کیا پڑھتے، صحابہ کرام نے آپ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب

---

(1) یہ ایک اہم اقتباس ہے جسے میں نے اختصار کے ساتھ مفید کتاب: (من أسرار عظمة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم): ص ۴۱-۵۰ سے اخذ کیا ہے، جس کے مؤلف: خالد ابو صالح ہیں، ناشر: مدار الوطن للنشر-ریاض، میں نے اقتباس میں اللہ کی توفیق سے کچھ حذف واضافہ بھی کیا ہے۔

کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: (اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)

یعنی: "اللہ کے نام کی برکت سے۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور تو جو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔"

اگر دونوں کے ملاپ سے کوئی بچہ مقدر ہے تو شیطان اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا[1]۔

میں ذیل کے سطور میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک کتاب کی مکمل فہرست ذکر کر رہا ہوں تاکہ قاری کو سمجھ میں آسکے کہ کس حد تک اللہ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی، بایں طور کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تمام تر تفصیلات محفوظ کر دی، تاکہ آپ کی اقتدا کرنا آسان ہو سکے۔

یہ فہرست امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب: (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد) کی ہے، جس میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام طور طریقے ذکر کر دیے ہیں جو آپ کی عبادات، معاملات، اخلاق واطوار، آداب اور روز مرہ کے حالات سے متعلق ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی شریعت کا یہ امتیازی وصف ہے کہ اس نے اپنے نبی کی سیرت کو محفوظ رکھا اور نہایت دقیق انداز میں اس کی تدوین کی، یہ فہرست اسی سے زائد ابواب میں منقسم ہے، جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کا ذکر

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش وپرداخت اور والدین کی وفات کا ذکر

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور وحی کے مراتب کا ذکر

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ

۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں

۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود لینے والی خواتین

([1]) اس حدیث کو بخاری (۵۱۶۵) اور مسلم (۱۴۳۴) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

۷- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر نازل ہونے والی سب سے پہلی وحی
۸- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا ذکر
۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا ذکر
۱۰- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا ذکر
۱۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ذکر
۱۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کا ذکر
۱۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں کا ذکر
۱۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خطوط کا ذکر جو آپ نے بادشاہوں کے نام لکھے
۱۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مؤذنوں کا ذکر جو نماز کے لیے اذان دیا کرتے تھے
۱۶- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان امراء کا ذکر جنہیں آپ مختلف شہروں میں گورنر مقرر فرمایا کرتے تھے
۱۷- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ دستہ کا ذکر
۱۸- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ماتحتوں کا ذکر جن سے اجرت کے بدلے خدمت لیتے اور آپ کے دربانوں کا ذکر۔
۱۹- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعروں اور خطیبوں کا ذکر
۲۰- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان حدی خانوں کا ذکر جو دوران سفر آگے بڑھ کر حدی خوانی کرتے تھے
۲۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور سرایا کا ذکر
۲۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحے اور ساز و سامان کا ذکر
۲۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں کا ذکر
۲۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس و پوشاک کا ذکر
۲۵- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ، ازار، جوتے چپل اور انگوٹھی وغیرہ کا ذکر
۲۶- کھانے اور پینے سے متعلق آپ کے طور طریقے کا ذکر

۲۷- نکاح اور اہل خانہ کے ساتھ طرز معاشرت سے متعلق آپ کے طور طریقے کا ذکر

۲۸- سونے اور جاگنے سے متعلق آپ کے طور طریقے کا ذکر

۲۹- جانور کی سواری کرنے سے متعلق آپ کے طور طریقے کا ذکر

۳۰- بکری خریدنے اور کنیزوں اور غلاموں سے معاملہ کرنے سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۳۱-خرید و فروخت اور معاملات سے متعلق آپ کے طور طریقے کا ذکر

۳۲- دوڑ لگانے میں آپ کا طور طریقہ

۳۳- معاملات میں آپ کا طور طریقہ

۳۴- اکیلے چلنے اور صحابہ کے ساتھ چلنے میں آپ کا طور طریقہ

۳۵- بیٹھنے اور ٹیک لگانے میں آپ کا طریقہ

۳۶- قضائے حاجت میں آپ کا طریقہ

۳۷- فطری امور کی انجام دہی میں آپ کا طریقہ (مونچھ کاٹنا، ناخت تراشنا، زیر ناف کو صاف کرنا، اور بغل کے بال اکھیڑنا وغیرہ)

۳۸- گفتگو اور خاموشی میں آپ کا طور طریقہ

۳۹- خطاب کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۴۰- وضو میں آپ کا طور طریقہ

۴۱- نماز میں آپ کا طریقہ

۴۲- سفر و حضر میں سنن رواتب اور نوافل کی ادائیگی سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۴۳- تہجد اور شب بیداری میں آپ کا طور طریقہ

۴۴- قرآن کی تلاوت میں آپ کا طور طریقہ

۴۵- چاشت کی نماز میں آپ کا طور طریقہ

۴۶- سجدہ شکر کی بجا آوری میں آپ کا طور طریقہ

۴۷- سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں آپ کا طور طریقہ

۴۸- نماز جمعہ میں آپ کا طور طریقہ

۴۹- عیدین کی نماز میں آپ کا طور طریقہ

۵۰- سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز میں آپ کا طور طریقہ

۵۱- نماز استسقاء (بارش کی دعا کرنے) میں آپ کا طور طریقہ

۵۲- سفر میں اور سفر کی عبادت میں آپ کا طور طریقہ

۵۳- مریضوں کی عیادت کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۵۴- جنازے، قبور اور تعزیت سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۵۵- صلاۃ الخوف کی ادائیگی میں آپ کا طور طریقہ

۵۶- صدقہ، زکاۃ اور مال خرچ کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۵۷- روزہ سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۵۸- حج و عمرہ کی ادائیگی میں آپ کا طور طریقہ

۵۹- جانور ذبح کرنے سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۰- بچہ کا نام رکھنے اور اس کا ختنہ کرنے سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۱- ناموں اور کنیتوں سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۲- مطلق اور مقید اذکار سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۳- سلام سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۴- اجازت طلب کرنے سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۵- چھینکنے اور جمائی لینے سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۶۶- غصہ کے وقت آپ کا طور طریقہ

۶۷- جہاد اور غزوات میں آپ کا طور طریقہ

۶۸- جنگ کی تیاری کرنے اور جنگی آلات اختیار کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۶۹- قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۷۰- عہد و پیمان مقرر کرنے، صلح کا معاہدہ کرنے، کافروں کے پیغامبروں کے ساتھ معاملہ کرنے، جزیہ لینے اور اہل کتاب اور منافقوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۷۱- ذمی سے معاہدہ کرنے اور غیر مسلموں سے جزیہ لینے میں آپ کا طور طریقہ

۷۲- بادشاہ وغیرہ کے ساتھ خط وکتاب کرنے میں آپ کا طور طریقہ

۷۳- دل کی بیماریوں اور جسمانی بیماریوں کا علاج و معالجہ کرنے میں آپ کا طور طریقہ، مثلا: بخار، اسہال، طاعون، دماغی بیماری، زخم، حجامت، مرگی، سر درد اور چکر، خارش، آنکھ میں جلن، سوجن اور پیپ، زہر، پھنسی اور (سانپ وغیرہ کے) ڈسنے جیسی بیماریوں کا علاج۔

۷۴- غم وحزن اور بے قراری سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۷۵- مصائب سے نمٹنے میں آپ کا طور طریقہ

۷۶- حفظان صحت سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۷۷- رہائش کے انتظام وانصرام سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۷۸- نیند اور بیداری سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۷۹- ورزش سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۸۰- جماع ومباشرت سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۸۱- عشق ومعاشقہ کے علاج سے متعلق آپ کا طور طریقہ

۸۲- مختلف مسائل میں فیصلے سنانے اور احکام صادر کرنے سے متعلق آپ کا طور طریقہ جیسے چوری، زناکاری، قیدی، مال غنیمت کی تقسیم، جادو گر کی سزا، نکاح، طلاق، خلع، حسب ونسب، حضانت، نان ونفقہ، رضاعت، (میاں بیوی کا ایک دوسرے کے لیے) صاف صفائی اور بیع وشراء۔

"زاد المعاد فی هدی خیر العباد" کی فہرست ختم ہوئی۔

۴۶-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس کے متبعین کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا آسان ہے۔** خواہ عقیدہ کے باب میں ہو یا عبادات کے باب میں، معاملات کے باب میں ہو یا اخلاق وآداب کے باب میں، کیوں کہ آپ کا سارا عمل محفوظ ہے، تمام تعریفات اللہ کے لیے زیبا ہیں جس نے اس دین پر عمل کرنا آسان کر دیا۔

۴۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جو انبیائے کرام گزرے ہیں، بطور خاص عالی ہمت انبیائے کرام، ان کی اہم ترین تعلیمات وارشادات اس شریعت میں محفوظ ہیں۔** چنانچہ اسلامی شریعت نے جن انبیائے کرام کی سیرت کو محفوظ رکھا ان میں آدم، نوح، ھود، صالح، شعیب، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور اسحاق کی نسل سے بننے والے انبیائے کرام سر فہرست ہیں، اسلام نے یعقوب (اسرائیل) بن اسحاق کی سیرت کی حفاظت کی، ان کے بیٹے یوسف کی سیرت کو نہایت دقیق انداز میں محفوظ رکھا، اور اسباط کی طرف اشارہ کیا، یعنی ان کے والد یعقوب کی نسل، جن کے بیٹوں کی تعداد بارہ ہے، نیز دو جلیل القدر انبیائے کرام کی سیرت کو خاص توجہ اور عنایت دی یعنی موسی اور عیسی علیہما السلام، ان دونوں کی سیرت کا خصوصی اہتمام کیا، ان کی دعوت میں پیش آنے والی مشکلات سے پردہ اٹھایا، تاکہ یعقوب (اسرائیل) کی نسل سے چلنے والی امت کے سامنے حق واضح ہو سکے، جو عدد کے اعتبار سے سب سے بڑی امت ہے، اسی طرح اسلامی شریعت نے لوط کی سیرت بھی محفوظ رکھی جو کہ ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

مختصر یہ کہ قرآن اور حدیث میں پچیس انبیائے کرام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کی دعوت کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے، ان کا دفاع کیا گیا ہے، اور ان پر ایمان لانے کو ایمان کے ان ارکان میں شمار کیا گیا ہے جن کے ذریعہ اسلام مکمل ہوتا ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی قوت وشوکت سے ہے

۴۸-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **جو شخص اسے چیلنج کرے، اس پر وہ غالب ہو جاتی ہے اور جو شخص اس سے مقابلہ کرے، اسے عاجز ولاجواب کر دیتی ہے**، یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص قرآن کی کسی ایک آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک حدیث کو غلط ثابت نہیں کر سکا، نہ ہی کوئی شخص قرآنی آیات جیسی کوئی ایک آیت ہی پیش کر سکا، کوئی بھی شخص ایسی تعلیمات نہیں پیش کر سکتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے قربت اور مشابہت رکھتی ہو، اللہ تعالی نے قرآن کے بارے میں سچ فرمایا: (ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا).
ترجمہ: اگر یہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

۴۹-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ تمام چیلنجز کے سامنے ثابت، جاری وساری اور قائم ودائم رہنے والی ہے**، گرچہ اس پر پیہم حملے کیوں نہ ہوں، اور ہر زمانے میں دشمن اس سے برسر پیکار ہی کیوں نہ رہیں، اسلامی شریعت میں نہ پژمردگی آئی اور نہ وہ تبدیل ہوئی، برخلاف انسانوں کے خود ساختہ قوانین کے، وہ وقتی طور پر قائم ہیں، ان میں مسلسل تبدیلی آتی رہتی ہے اور وہ دائمی تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔
تاریخی اعتبار سے اسلامی شریعت کی پائیداری وثبات کا ایک مظہر یہ ہے کہ وہ فکری انحرافات کے سامنے ثابت قدم رہی ہے، مثال کے طور پر نصرانیت کی لہر، جس کا مقصد پوری دنیا کو نصاری بنانا اور انہیں صلیب کی عبادت پر آمادہ کرنا ہے، ہر چند کہ نصرانیت کو فروغ دینے والے ممالک کے پاس بے انتہا امکانات ہیں، تاہم ان کے یہاں اسلام میں داخل ہونے والوں کی شرح، نصرانیت اور دیگر تحریف شدہ ادیان اور انسانی مذاہب کو قبول کرنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔

تاریخ میں اسلامی شریعت کے ثبات کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ وہ سیکولزم کی لہر کے سامنے ثابت قدم رہی، جس کا مقصد زندگی کے تمام شعبوں سے دین کو بے دخل کر کے محض بندہ کا اپنے رب سے تعلق تک اسے محصور کرنا ہے۔

تاریخ میں اسلامی شریعت کے ثبات کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ وہ بعثیت اور قومیت کی لہروں کے سامنے بھی ڈٹی رہی یہاں تک کہ یہ لہریں ہوا ہو گئیں۔

تاریخ میں اسلامی شریعت کے ثبات کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ تشدد اور بد نظمی جیسی لہروں کے سامنے وہ پہاڑ بن کر جمی رہی، جن کا مقصد بعض اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو معزول کرنا تھا، تاکہ ان لہروں کے علمبردار وہاں کی حکومت پر قبضہ جما سکیں، اور بزعم خویش ان ممالک کو پر امن اور خوشحال ممالک میں تبدیل کر سکیں، دنیا نے یہ مشاہدہ کیا کہ جن ممالک میں انہوں نے اپنے منصوبے نافذ کئے، وہاں ان بے بنیاد لہروں کے اثرات یہ ظاہر ہوئے کہ حالت بد سے بدتر ہو گئی، محرمات کو مباح ٹھہرایا گیا، خون کا دریا بہایا گیا، عزت و ناموس نیلام ہوئی اور کفار مسلمانوں کی اس حالت بد کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اس کو "بَہار" کے نام سے موسوم کیا! سوائے ان ممالک کے جن کے باشندے دین اسلام پر قائم ہیں، ان تباہ کن لہروں کے سامنے وہ پہاڑ بن کر ڈٹے رہے، جس کے نتیجے میں ملک بھی محفوظ رہا اور ملک کے باشندے بھی مامون و محفوظ رہے۔

۵۰-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **وہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے**، چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود ہو گا جو اللہ کی شریعت قائم رکھے گا، انہیں ذلیل یا ان کی مخالفت کرنے

والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ ہمیشہ لوگوں پر غالب رہیں گے)[1] ۔

۵۱-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے **اس کے ماننے والوں سے نصرت وغلبہ کا وعدہ ہے**، فرمان باری تعالی ہے: (إنا **لننصر رسلنا والذين آمنوا** في الحياة الدنيا ويوم يقوم الأشهاد).

ترجمہ: یقیناہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیامیں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

نیز فرمایا: **{كَتَبَ اللَّهُ لأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيز}[المجادلة:21]**

ترجمہ: اللہ تعالی لکھ چکاہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقینا اللہ تعالی زور آور اور غالب ہے۔

مزید فرمایا: **{وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لاَ يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا}[النور:55]**

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالی وعدہ فرماچکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھاجو ان سے پہلے تھے اور یقینا ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

---

[1] اس حدیث کا حوالہ گزرچکاہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴾

ترجمہ: اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناوہ ہی مدد کیے جائیں گے۔ اور ہمارا ہی لشکر غالب اور برتر رہے گا۔

اللہ تعالی نے اسلام کے غلبہ کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا: **{هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ} [الصف:9]**

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برامانیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد باری تعالی ہے: **{هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا} [الفتح:28]**

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے اور اللہ تعالی کافی ہے گواہی دینے والا۔

۵۲- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **جن ممالک اور قوموں نے اسے نافذ کیا، ان سے اللہ نے دنیاو آخرت کی سعادت کا وعدہ فرمایا ہے**، تاکہ وہ دنیا میں امن وسکون اور عزت وشوکت کے ساتھ خوشحال زندگی گزاریں اور آخرت میں ان کے لئے بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے۔ البتہ جو ممالک اور قومیں اللہ کی شریعت سے اعراض کریں گی وہ مصیبت وہلاکت سے دوچار ہوں گی، خواہ مضبوط ترین اور سرکش ترین ممالک میں سے ہی کیوں نہ ہوں۔ حقیقت حال اس کی گواہ بھی ہے، جب پہلے کے لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور شریعت کو نافذ کیا تو آٹھ صدیوں تک روئے زمین پر اسلامی تہذیب کا دور دورہ رہا اور انہیں اللہ تعالی کا یہ مزدہ جاں فزاملا: (وعد الله الذين آمنوا منكم

وعملوا الصالحات **ليستخلفنهم** في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم **وليمكنن** لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم **من بعد خوفهم أمنا** يعبدونني لا يشركون بي شيئا)

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں، اللہ تعالی وعدہ فرما چکا ہے کہ **انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا** جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقینا ان کے لئے ان کے اس دین کو **مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا** جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے **اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا**۔ وہ میری عبادت کریں گے ۔میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

لیکن جب انہوں نے اللہ کے دین سے اعراض برتا تو اللہ نے ان سے سیادت وسرداری سلب کرلی اور ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیا، جیسا کہ آج ہم اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

۵۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پیروکار تمام قوموں سے بہتر ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: (كنتم **خير أمة** أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله).

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی کے قول:﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے سنا:(تم ستر امتوں کا تتمہ ہو، تم اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور سب سے زیادہ باعزت ہو)[1] ۔

(1) اس حدیث کو ترمذی (۳۰۰۱)، ابن ماجہ (۴۲۸۸)، احمد (۵/۳) اور بیہقی (۹/۵) نے روایت کیا ہے اور "المسند" کے محققین اور البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

۵۴-اسلامی تعلیمات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **ہر وہ قول جو اس کی مخالفت کرتا ہے، وہ باطل ہے**، جو مقابلہ کے وقت حق کے سامنے ٹک نہیں سکتا، فرمان باری تعالی ہے: (وقل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا)

ترجمہ: اعلان کر دے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا، یقینا باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔

نیز فرمایا:(قل جاء الحق وما يُبدئ الباطل وما يعيد)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ حق آچکا، باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔

یعنی اس کا معاملہ پژمردہ اور بے معنی ہو جائے گا اور اس کی شوکت جاتی رہے گی، چنانچہ وہ نہ پہلے کچھ کر سکا اور نہ کر سکے گا[1]۔

۵۵-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ **جو بھی اس سے عداوت مول لیتا ہے وہ بالآخر شکست اور رسوائی سے دوچار ہوتا ہے**، خواہ وہ برسر اقتدار لوگ ہوں، یا اصحاب جاہ و منصب، یا فکری انحرافات اور تعصب کے علمبردار، اللہ تعالی نے فرمایا:

{إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الأَذَلِّين كَتَبَ اللَّهُ لأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيز }

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں، وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ اللہ تعالی لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقینا اللہ تعالی زور آور اور غالب ہے۔

اللہ نے سچ فرمایا! کمیونزم کا انجام کیا ہوا؟ قومیت اور بعثت کہاں گئی؟ یہ ساری لہریں ہوا ہو گئیں، اس کے بالمقابل، ۱۴ صدیوں پر محیط چیلنجز کے باوجود کیا اسلام مٹ گیا؟ کیا صلیبی جنگوں کے اثر سے

---

[1] یہ ابن سعدی رحمہ اللہ کا قول ہے جو انہوں نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

اسلام پر کوئی حرف آیا؟ اور کیا یورپی سامراجیت کے اثرات سے اسلام بے نشان ہو گیا؟ کیا عراق پر تاتاری حملوں نے اسلام کو ملیا میٹ کر دیا؟ احواز اور عراق پر رافضی حملہ سے اسلام زائل ہو گیا؟ سیکولزم کے فکری حملہ سے متاثر ہو کر اسلام کا وجود ختم ہو گیا؟ نہیں، اللہ کی قسم! اس کی ثابت قدمی اور بڑھ گئی۔ اللہ نے سچ فرمایا: (وقل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا).

ترجمہ: اعلان کر دے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود!

۵۶- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ گزری ہوئی قوموں اور تہذیبوں کی یاد دہانی کراتی اور ان کے قصے بیان کرتی ہے** تاکہ ان سے عبرت و موعظت حاصل کی جائے، اور یہ ان کے لیے عزت و شوکت حاصل کرنے کا مصدر ثابت ہوں، قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں یہ یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ یہ قومیں کس طرح قائم ہوئیں، تاکہ یہ امت بھی ان کے نقش قدم پر چلے، نیز ان قوموں کی بھی یاد دہانی کرائی گئی ہے جو تباہ و برباد ہوئیں اور کس طرح اس انجام کو پہنچیں، تاکہ لوگ ان کے نقش قدم پر چلنے سے باز رہیں۔

اسی زمرے میں یہ بھی آتا ہے کہ نوح، عاد اور ثمود کی قوموں، اصحاب الأیکہ اور قوم لوط کے واقعات، فرعون، قارون اور ہامان کے قصے بار بار بیان کیے گئے ہیں۔ اور بھی بہت سے واقعات ذکر کیے گئے ہیں، قرآن نے بنی اسرائیل کے بہت سے قصے اور ان کی سرکشی کے انجام بیان کیے ہیں، چنانچہ قرآن نے ایسی قوموں کے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں جنہوں نے سرکشی کی تو اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا، جبکہ وہ اللہ کی نعمتوں میں پل رہے تھے، اس طرح ان کے انجامہائے بد پر غور و فکر کرنے اور ان کے قصوں سے استفادہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے، تاکہ لوگ کامیابی کا راستہ جان لیں اور اس پر چل پڑیں اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو قائم رکھیں، اسی طرح فساد و بگاڑ اور طغیان و سرکشی کی راہ سے بھی واقف ہوں تاکہ اس سے دامن کش رہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

{ أَفَلَمْ يَسِيرُواْ فِي الأَرْضِ فَيَنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ }[يوسف:109]

ترجمہ: کیا زمین میں چل پھر کر انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟

ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ قرآن نے تیرہ مقامات پر پہلے کے لوگوں کے انجام پر غور وفکر کرنے کی غرض سے زمین میں چلنے پھرنے کی ترغیب دی ہے۔

***

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق امن وسلامتی اور حفظان صحت سے ہے

۵۷-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ حفظان صحت پر خاص توجہ دیتی ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اس نے کھانے کے برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان وباؤں کی زد میں نہ آئے، اس سلسلے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی ہے: برتنوں کو ڈھانک دو، مشکوں کا منہ بند کردو، دروازہ بند کردو، اور چراغ بجھادو، کیونکہ شیطان مشکیزے کا منہ نہیں کھولتا، وہ دروازہ (بھی) نہیں کھولتا، کسی برتن کو بھی نہیں کھولتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو اس کے سوا اور چیز نہ ملے کہ وہ اپنے برتن پر چوڑائی کے بل لکڑی ہی رکھ دے، اور اس پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ دے تو (یہی) کرلے کیونکہ چوہیا گھر والوں کے اوپر (یعنی جب وہ اس کی چھت تلے سوئے ہوتے ہیں) ان کا گھر جلادیتی ہے[1]۔

حدیث کی شرح[2]: بیشتر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے امور کی تنبیہ فرمایا کرتے تھے جن کا تعلق عام امن وسلامتی سے ہوتا تھا، جس سے کسی نقصان کو دور رکھنا یا کسی نفع کو حاصل کرنا مقصود ہوتا تھا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام نصیحتیں صرف آخرت سے متعلق نہیں ہوتی تھیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے دنیا وآخرت ہر دو قسم کی بھلائی بیان کیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تئیں خیر خواہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "برتنوں کو ڈھانک دو" یعنی: ہر برتن کے اوپر جس میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہو، ڈھکن رکھ دو۔ "مشکیزے کا منہ بند کر دو" یعنی: اس کا منہ باندھ کر رکھو۔ اس سے مراد وہ برتن ہے جس میں پانی یا دودھ وغیرہ رکھا جاتا ہے، مثلا

---

(1) اس حدیث کو بخاری (۳۲۸۰) اور مسلم (۲۰۱۲) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

(2) یہ شرح (الدرر السنية) ویب سائٹ سے ماخوذ ہے۔

مٹکے کی طرح جس میں پانی رکھا جاتا ہے۔ مقصد و مراد یہ کہ: مشکیزے کا منہ باندھ کر رکھو تا کہ اس میں جو پانی وغیرہ ہو وہ محفوظ رہے، ایک دوسری روایت میں آیا ہے: "برتن کو الٹا کر کے رکھو"۔ یعنی: برتن کو اوندھے منہ کر دو اور اس کا منہ نیچے کر کے رکھو، یہ اس وقت جب وہ خالی ہو، ایک دوسری روایت میں ہے: "برتن کو ڈھانک کر رکھو"۔ یعنی: کسی چیز سے برتن کو ڈھانک کر رکھو۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان فرمائی اور وضاحت کی کہ شیطان کو جب کوئی مشکیزہ بند ملتا ہے تو وہ اسے کھول نہیں سکتا، اسی طرح جب شیطان کسی دروازہ کو بند پاتا ہے تو اسے بھی نہیں کھولتا، اور جب کسی برتن کو ڈھانکا ہوا دیکھتا ہے تو اسے بھی نہیں ہاتھ لگاتا۔

اگر انسان کو ڈھانکنے کے لیے کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس پر کوئی بھی چیز رکھ دے، خواہ چٹائی کی لکڑی، یا لاٹھی، یا اس طرح کی کوئی دوسری چیز ہی کیوں نہ ہو، اور ساتھ ہی اس برتن پر اللہ کا نام لے۔ اختصار کے ساتھ اقتباس ختم ہوا۔

اسلامی شریعت میں انسان کی جسمانی صحت کی حفاظت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ **اس نے مشکیزہ میں منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا ہے**، تاکہ بیماریاں منتقل نہ ہوں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے مشکیزہ میں منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا[1]۔

۵۸- اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس نے علاج و معالجہ کی ترغیب دی ہے**، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارے جسم کا تم پر حق ہے)[2]۔ نیز فرمایا: (اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

([1]) اس حدیث کو بخاری (۵۶۲۸) (۵۶۲۹) نے ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

([2]) اس حدیث کا حوالہ گزر چکا ہے۔

نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: "بڑھاپا")[1]۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں بہت سی بیماریوں کے علاج سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کر دیا ہے اور اسے (طب نبوی) سے موسوم کیا ہے۔

۵۹-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے **کہ وہ ماحول اور فضا کی حفاظت وسلامتی پر توجہ دیتی ہے،** چنانچہ اسلام نے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنے کی ترغیب دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے، نیز آپ نے دروازوں کو بند رکھنے اور چراغوں کو بجھانے کی ترغیب دی تاکہ آگ نہ لگے۔ اس کی دلیل سابقہ حدیث ہے، جس میں یہ الفاظ آئے ہیں: برتنوں کو ڈھانک دو، مشکوں کا منہ بند کر دو، دروازہ بند کر دو، اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان مشکیزے کا منہ نہیں کھولتا، وہ دروازہ (بھی) نہیں کھولتا، کسی برتن کو بھی نہیں کھولتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو اس کے سوا اور چیز نہ ملے کہ وہ اپنے برتن پر چوڑائی کے بل لکڑی ہی رکھ دے، اور اس پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھ دے تو (یہی) کر لے کیونکہ چوہیا گھر والوں کے اوپر (یعنی جب وہ اس کی چھت تلے سوئے ہوتے ہیں) ان کا گھر جلا دیتی ہے[2]۔

حدیث کی شرح[3]: بیشتر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے امور کی تنبیہ فرمایا کرتے تھے جن کا تعلق سلامت عامہ سے ہوتا تھا، جس سے کسی نقصان کو دور رکھنا یا کسی نفع کو حاصل کرنا مقصود ہوتا تھا، چنانچہ نبی

---

(1) اس حدیث کو ترمذی (۲۰۳۸) نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(2) اس حدیث کو بخاری (۳۲۸۰) اور مسلم (۲۰۱۲) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں۔

(3) یہ شرح (الدرر السنیة) ویب سائٹ سے ماخوذ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام نصیحتیں صرف آخرت سے متعلق نہیں ہوتی تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے دنیاوآخرت ہر دو قسم کی بھلائی بیان کیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کو بند رکھنے کا حکم دیا ہے اور رات کے وقت انہیں کھلا چھوڑنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح چراغوں کو بجھانے کا حکم فرمایا ہے، انسان کو چاہئے کہ سونے سے قبل چراغوں کو بجھادے، اس کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی کہ شیطان جب دروازے کو بند پاتا ہے تو اسے نہیں کھولتا۔

٦٠-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ ماحول کی صاف صفائی کا خاص خیال رکھتی ہے**، چنانچہ اسلام نے گندگی پھیلانے سے منع کیا ہے، اس کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا[1]۔

اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ پانی میں گندگی نہ جائے اور جگہ بھی پاک صاف رہے تاکہ اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو۔

اسلامی شریعت نے ماحولیات پر خاص توجہ دیا ہے، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ لوگوں کے راستے میں یا ایسی سائے دار جگہ میں قضائے حاجت کرے جہاں لوگ آرام کرتے ہوں، کیوں کہ اس سے ان کو تکلیف پہنچے گی اور وہ اس جگہ سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جائیں گے، چنانچہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دو سخت لعنت والے کاموں سے بچو!" صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سخت لعنت والے وہ دو

---

[1] اس حدیث کو مسلم (٢٦٩) نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو انسان لوگوں کی گزر گاہ میں یا ان کی سایہ دار جگہ میں (جہاں وہ آرام کرتے ہیں) قضائے حاجت کرتا ہے (لوگ ان دونوں کاموں پر اس کو سخت برا بھلا کہتے ہیں) "[1]۔

***

(1) اس حدیث کو مسلم (٢٦٩) نے روایت کیا ہے۔

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق غیر انسانوں کے حقوق سے ہے–فرشتے، جن اور چوپائے

۶۱–اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ فرشتوں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھتا ہے**، اس کی مثال یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے جو لہسن یا پیاز کھایا ہو، تاکہ فرشتوں اور نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے، چنانچہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس نے اس سبزی [یعنی پیاز، لہسن اور گندنا] میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، فرشتے بھی یقیناً اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں)[1]۔

۶۲–اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **اس نے جنوں کے حقوق کا بھی پاس ولحاظ رکھا ہے**، اس کی مثال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ ہڈی سے استنجا کرے، استنجاء سے مراد یہ ہے کہ پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد پتھر یا اس کے قائم مقام ٹیشو وغیرہ سے آگے پیچھے کی شرمگاہ کو صاف کرے، اور ہڈی سے مراد وہ ہڈیاں ہیں جو کھانے کے بعد بچ جاتی ہیں، کیوں کہ ان ہڈیوں پر بھرپور طریقے سے ہمارے جنات بھائیوں کے لیے گوشت چڑھا دیا جاتا ہے، اور اگر انسان ان ہڈیوں سے استنجاء کرلے تو ان کے لیے انہیں گندا کر دیتا ہے۔

---

[1] اس حدیث کو نسائی (۷۰۷) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح آپ نے پاک گوبر سے بھی استنجاء کرنے سے منع فرمایا، اس سے مراد ماکول اللحم جانوروں کا گوبر ہے، کیوں کہ ہمارے جنات بھائیوں کے لیے وہ خوراک اور توشہ ہے، اگر انسان اس سے استنجاء کرلے تو اسے گندا کر دیتا ہے۔

نیز آپ نے کوئیلا سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا، کیوں کہ جنات اسے کھانا بنانے اور گرمی حاصل کرنے میں استعمال کرتے ہیں، اگر انسان اس سے استنجاء کرلے تو اسے گندا کر دیتا ہے۔

مذکورہ بالا باتوں کی دلیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے، فرماتے ہیں: جنوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو منع فرمادیجئے کہ وہ ہڈی یا گوبر یا کوئلے سے استنجاء کریں، کیونکہ اللہ عزوجل نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روک دیا[1]۔

اس حدیث میں استنجاء سے مراد یہی ہے کہ وہ پیشاب پاخانہ کی جگہ کو ان چیزوں سے صاف کریں۔

ابن مسعود سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میرے پاس جنوں کی طرف سے دعوت دینے والا آیا تو میں اس کے ساتھ گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن کی قراءت کی۔ انہوں نے کہا: پھر آپ (ﷺ) ہمیں لے کر گئے اور ہمیں ان کے نقوش قدم اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ جنوں نے آپ ﷺ سے زاد (خوراک) کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس (کے جانور) پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور تمہارے ہاتھ لگ جائے، (اس پر لگا ہوا) گوشت جتنا زیادہ سے زیادہ ہو اور جانور کی لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (انسانوں سے) فرمایا: تم ان دونوں

[1] اس حدیث کو ابو داود (۳۹) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو کیونکہ یہ دونوں (دین میں) تمہارے بھائیوں (جنوں اور ان کے جانوروں) کا کھانا ہیں)[1]۔

۶۳-اسلامی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ **وہ چوپایوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے،** چنانچہ اسلامی شریعت نے ان کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا ہے، ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے سے منع کیا ہے، انہیں کھلانے پلانے کے ترغیب دی ہے، اور اس پر اجر عظیم مرتب فرمایا ہے، انہیں باندھ کر روکے رکھنے اور سزا دینے سے اور انہیں آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے اور اس پر بڑا عظیم گناہ مرتب کیا ہے، اس سلسلے میں بہت سی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں۔

شریعت نے چوپایوں کو ذبح کرتے وقت ان کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا ہے ، چنانچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: (جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو)[2]۔

چوپایوں کے حقوق میں انہیں کھلانا پلانا اوران کا خیال رکھنا بھی شامل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہوا کہ ایک شخص راستے میں جارہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر پڑا اور اپنی پیاس بجھائی۔ باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے خیال کیا کہ اسے بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر وہ کتے کو پلادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اسے بخش دیا۔

---

[1] اس حدیث کو مسلم (۴۵۰) نے روایت کیا ہے۔

[2] اس حدیث کا حوالہ گزر چکا ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! کیا جانوروں کی خدمت میں بھی ہمارے لیے اجر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر زندہ جگر کی خدمت میں اجر وثواب ہے"[1]۔

یعنی ہر زندہ جگر جسے پانی کی ضرورت ہو، اسے پانی پلانے میں اجر ہے، خواہ وہ انسان ہو یا جانور، کیوں کہ اگر پانی نہ ملے تو جگر خشک ہو جائے اور وہ انسان یا جانور فوت ہو جائے۔

ایک دوسری حدیث ہے:"جب کوئی مسلمان شجر کاری یا کاشتکاری کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا حیوان کھاتا ہے تو اسے صدقہ وخیرات کا ثواب ملتا ہے"[2]۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسل نے فرمایا: "جب تم شادابی (کے زمانے) میں سفر کرو تو زمین میں سے اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی (یا قحط زدہ زمین) میں سفر کرو تو اس زمین پر سے جلدی گزرو"[3]۔

نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کا معنی ومطلب یہ ہے کہ: چوپایوں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کی مصلحت وضرورت کا پاس ولحاظ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، اگر وہ شادابی کے زمانے میں سفر کریں تو کم سے کم سواری کریں اور ان چوپایوں کو دن کے بعض حصوں میں اور سفر کے دوران زمین میں چرنے دیں، تاکہ وہ زمین میں چر کر اپنا حصہ حاصل کر سکیں، اور اگر خشک سالی کے زمانے میں سفر کریں تو سرعت کے ساتھ چلیں، تاکہ منزل پر پہنچنے

---

(1) اس حدیث کو بخاری (۲۴۶۶) اور مسلم (۲۲۴۴) نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں۔

(2) اس حدیث کو بخاری (۳۲۲۰) اور مسلم (۱۵۵۳) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(3) اس حدیث کو مسلم (۱۹۲۶) نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کے بعد بھی ان چوپایوں کے اندر طاقت و قوت باقی رہے، رک رک کر نہ چلیں کہ ان چوپایوں کو ضرر لاحق ہو، کیوں کہ اگر ان کو چارہ نہیں ملے گا تو وہ کمزور پڑ جائیں گے۔ انتہی

چوپایوں پر اسلام کی توجہ اور عنایت کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہیں بھوکا پیاسا رکھ کر سزا دینے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ایک عورت کو اپنی بلی (کے معاملے) میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے اسے باندھ دیا ۔نہ اسے کچھ کھلایا (پلایا) اور نہ اسے چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے چھوٹے موٹے جاندار پرندے وغیرہ کھا لیتی[1]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ اس کی کمر سے لگ گیا تھا (یعنی: بھوک کی شدت سے وہ بالکل دبلی پتلی سی ہو گئی تھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو تو بھلے انداز میں[2] اور انہیں کھاؤ تو بھی عمدہ طرح سے[3]۔

([1]) اس حدیث کو بخاری (۳۴۸۲) اور مسلم (۲۲۴۲) نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

([2]) یعنی اس حال میں کہ وہ سواری کرنے کے لائق ہوں، بایں طور کہ طاقت و قوت سے لیس ہوں اس طرح کہ تم نے ان کی اچھی دیکھ ریکھ کی ہو جس کی وجہ سے وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہو گئے ہوں۔ (کھاؤ تو بھی عمدہ طرح سے) یعنی اس حال میں کہ وہ کھانے کے لائق ہو گئے ہوں، بایں طور کہ تم نے ان کی اچھی دیکھ بھال کی ہو اس طرح کہ ان کو اچھی طرح سے کھلایا پلایا ہو، چنانچہ جب وہ دبلے پتلے اور کمزور ہوں تو انہیں مت کھاؤ۔ حدیث کی شرح دیکھنے کے لیے رجوع کریں: "شرح سنن ابی داود" للعباد اور "الدرر السنية" ویب سائٹ۔

([3]) اس حدیث کو ابو داود (۲۵۴۸) نے سہل ابن الحنظلیہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کی کوہان اور کان کے عقبی حصے پر ہاتھ پھیرا تو اس کو قرار آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟“ ایک نوجوان انصاری آپ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تو اس جانور کے بارے میں، جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے، اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیونکہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور تھکا دیتا ہے“[1]۔

اسلام میں چوپایوں کا حق یہ بھی ہے کہ بلاوجہ نہ انہیں ڈرایا جائے اور نہ ان کا قتل کیا جائے، اس سلسلے میں تین احادیث وارد ہوئی ہیں، ایک تو اس چڑیے کا واقعہ ہے جس کے چوزوں کو جب کسی صحابی نے پکڑ لیا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنے لگی، چنانچہ عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ: ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی، اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے، ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو **چڑیا آئی اور (بچوں کے ارد گرد) منڈلانے لگی۔** نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔“

---

(1) اس حدیث کو احمد (۱/۲۰۵) نے روایت کیا ہے اور المسند (۱۷۵۴) کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(ایک دوسرے موقع پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ چیونٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اس کو کس نے جلایا ہے؟" ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آگ کے رب کے سوا کسی کو روا نہیں کہ آگ سے عذاب دے"[1]۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ پر داغا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریا: "جس نے اسے (منہ پر) داغا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو"[2]۔

ہشام بن زید سے روایت ہے: میں انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حکم بن ایوب کے پاس گیا تو وہاں چند لڑکوں کو دیکھا جو مرغی کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے[3]۔

* * *

([1]) اس حدیث کو ابو داود (۲٦۷۵) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

([2]) اس حدیث کو مسلم (۲۱۱۷) نے روایت کیا ہے۔

([3]) اس حدیث کو بخاری (۵۵۱۳) اور مسلم (۱۹۵٦) نے روایت کیا ہے۔

خاتمہ:

اسلامی شریعت کی خصوصیات سے متعلق گفتگو ختم ہوئی، اللہ تعالی ان خصوصیات کی فہم کے لیے قارئین کے ذہن ودل کو وا کر دے، اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو بات سننے کے بعد عمدہ باتوں پل عمل کرتے ہیں، اور درود وسلام نازل فرمائے محمد اور آپ کی آل واولاد پر۔

- **اسلامی شریعت کی یہ ساٹھ امتیازی خصوصیات ہیں،** جو شخص انہیں جان لے اور سمجھ لے وہ اسلامی شریعت میں پوشیدہ اللہ کی حکمت سے بھی واقف ہو جائے گا اور ہمارے زمانے کے منافقوں یعنی سیکولزم کے علمبر داروں کی گمراہی بھی اس پر آشکار ہو جائے گی جو اسلام اور اس کے احکام پر طعن و تشنیع کے نشتر برساتے اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ ایک پسماندہ اور دقیانوس مذہب ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ان کے شبہات سے محفوظ رکھے۔

- محترم قاری! جو شخص ان خصوصیات سے واقف ہو، وہ بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کثرت سے لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے، بطور خاص ان ممالک میں جو مادی اعتبار سے ترقی یافتہ ہیں اور نت نئی ایجادات وانکشافات میں اپنی شہرت رکھتے ہیں، اللہ نے سچ فرمایا: (سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم **حتى يتبين لهم أنه الحق** أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شهيد).

ترجمہ: عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف وآگاہ ہونا کافی نہیں۔

- اللهم صل وسلِّم على نبينا محمد وآله وصحبه.

تحریر: فضيلة الشيخ ماجد بن سليمان الرسی

۲۰/۱۲/۱۴۴۳ھ

۱۹/۷/۲۰۲۲ء

مترجم:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

فہرست موضوعات

مقدمہ-- ۲

اسلامی شریعت کی خصوصیات-------------------------------- ۷

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق انسان کے مصالح اور نفوس کی اصلاح سے ہے------ ۲۹

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق غیر مسلموں میں سے ہے---------------- ۲۷

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق شخصی حقوق سے ہے-------------------- ۴۲

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق شریعت کی حفاظت وصیانت اور جمع وتدوین سے ہے--- ۵۰

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق اس کی قوت وسطوت اور عزت وشوکت سے ہے--- ۵۹

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق امن وسلامتی اور حفظان صحت سے ہے--------- ۶۷

شریعت کی وہ خصوصیات جن کا تعلق غیر انسانوں سے ہے-فرشتے، جن اور چوپایے---- ۷۲

خاتمہ-- ۷۹

فہرست موضوعات------------------------------------ ۸۰